



سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوائی مرکز قادیان کا بیسی تعلیمی اور تربیتی پرچم

واحد و قہار خدا کی قسم!

جلسہ لاہور منعقدہ ۱۹۴۴ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نہایت پر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا:-

”آج میں اس جلسہ میں اُس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں..... خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔“
(مفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)



ادارہ تحریریں
ایڈیٹرز: عبدالحق فضل
نائب: قریشی محمد فضل اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اداریہ

اعترافِ حقیقت

پیشگوئی مصلح موعود حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا ایک ایسا پر عظمت نشان ہے اور یہ پر شوکت پیشگوئی اس انداز سے حرفِ بحرِ پوری ہوئی ہے کہ غیر از جماعت بلکہ معاندین احمدیت کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ اس سلسلہ میں چند آراء پیش خدمت ہیں۔

(۱) - پیشگوئی پسر موعود میں بتایا گیا تھا کہ۔

”تادین اسلام اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو“ چنانچہ برصغیر ہندوپاک کے مشہور مسلم لیڈر مولانا ظفر علی خان اخبار زمیندار کے مالک و ایڈیٹر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے تم مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھڑ ہے... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر بٹھا کر گرنے کو تیار ہے... مرزا محمود کے پاس مبلغ میں، مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے“

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ (منظر علی اظہر))

(۲) - اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ پسر موعود ”سنت زین و فہیم ہوگا“ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے معاند احمدیت مفکر احرار چوہدری فضل حق نے لکھا کہ:-

”جس قدر روپیہ احمدی کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے۔ اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا“ (اخبار جہاد ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء)

(۳) - ہندوستان کے ایک غیر مسلم سکھ صحافی ارجن سنگھ ایڈیٹر ”رنگین“ نے تسلیم کیا کہ میرزا صاحب نے سن ۱۹۰۷ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ:-

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے میرا جو ہوگا ایک دن نبوب میرا
 کروں گا دور اس مر سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
 بشارت کیا ہے اک دل کی غذادی
 نسیمان الذی اخذی الاعدای

یہ پیشگوئی بے شک حیرت پیدا کرنے والی ہے۔۔۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بڑے مرزا صاحب کے اندر کوئی روحانی قوت کام نہ کر رہی تھی تو پھر آخر آپ یہ کس طرح جان گئے کہ میرا ایک بیٹا ایسا ہوگا جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے، لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہوا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے۔ (رسالہ خلیفہ قادیان طبع اول ۱۳۰۷ھ ارجن سنگھ ایڈیٹر ”رنگین“ امرتسر)

(۴) - ”پسر موعود کے متعلق وعدہ الہی تھا کہ، ”وہ اول العزم ہوگا“ اور یہ کہ ”علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا“ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ہندوستان کے ماہر ناز صحافی اور نامور صوفی خواجہ حسن نظامی مرحوم آپ کی علمی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے پہلی جو انمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ نخل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سوجھی رکھتے ہیں۔ اور مذہبی عقل اور فہم میں بھی قوی ہیں۔ اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور علمی جنگ کے ماہر ہیں“ (اخبار عادل دہلی ۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵) - ”پسر موعود“ کے متعلق الہام الہی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ”وہ اسیروں کی دستگیری کا موجب ہوگا“

یہ پیشگوئی جس حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی اس نے انسانی عقل کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اور تحریک آزادی کشمیر اس پر شاہد ناطق ہے کیونکہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کا سہرا الہندیا کشمیر کمیٹی کے سر ہے۔ یہ مشہور کمیٹی حضور کی تحریک اور ہندوستان و پاکستان کے بڑے بڑے مسلم زعماء مثلاً سر ذوالفقار علی خان ڈاکٹر سر فخر اقبال، خواجہ حسن نظامی مولانا سید حبیب مدیر ”سیاست“ وغیرہ کے مشورہ سے ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں قائم ہوئی۔ اور اس کی باگ ڈور حضور کو سونپی گئی تھی۔ آپ کی کامیاب قیادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانان کشمیر جو صدیوں سے انسانیت کے ادنیٰ (باقی صفحہ پر)

ہفت روزہ قادیان مصلح موعود نمبر
 مصلح موعود نمبر
 بابت

۹ رجب ۱۴۰۹ ہجری
 مطابق
 ۱۶ تبلیغ ۱۳۶۸ھ
 ۱۶ فروری ۱۹۸۹ء

جلد ۳۸ شماره ۷

شرح چندہ

سالانہ ————— ۶۰ روپے
 ششماہی ————— ۳۰ روپے
 ممالک غیر ہند پر بحری ڈاک — ۲۵ روپے
 فی پرچہ ————— ایک روپے
 خاصہ نمبر ————— دو روپے

اخبار احمدیہ

قادیان ۸، مصلح (فروری) سیدنا حضرت
 امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ
 بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ملنے والی
 تازہ ترین اطلاع منظر ہے کہ حضور پر نور
 اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔
 اور صد سالہ جشن تشکر کی تیاریوں نیز مہمات
 دینیہ کے سر کرنے میں دن رات بہ تن
 مصروف ہیں۔ اللہم صل علیہ
 احباب کرام التزام سے حضور انور کی
 صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ
 میں کامیابی کے لئے درود سے دعائیں
 جاری رکھیں۔

- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر
 اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ سلیم صاحبہ ربوہ
 میں خیر و عافیت سے ہیں۔
- مقامی طور پر محترم ملک صلاح الدین صاحب
 ایم۔ اے قائم مقام امیر مقامی اور درویشان
 کرام و احباب جماعت خیر و عافیت سے ہیں اللہم صل علیہ

میرزا احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر
 پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار
 پرنٹنگ سے شائع کیا۔ پرنٹر انٹر۔ جبران بورڈنگ

پیرا حضرت سیدنا محمد ﷺ اپنے بچے رضائے عظمیٰ کی عظیم شہادت پر پیشکش کی واپارہ مصلح موعودؑ

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کو عطا ہونے والا قدرت رحمت اور قربت کا روشن نشانہ ان کا

سیدنا حضرت سید موعود علیہ السلام "مصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"خدا نے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (وَجَلَّ شَدَانُهُ وَعَظَمَتْ قُوَّتُهُ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشانہ دیتا ہوں جیسا کہ موائی جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو پسایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو راجہ ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے تیرے لئے مبارک کریم سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشانہ تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشانہ تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور شرح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام بخدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پائیں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تادین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تاحقی اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تالوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وہود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور پیروں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک لڑکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی قسم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنقاہیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدسی روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب سکھ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے سچی نفس اور روح الہی کی برکت سے بہتوں کو بیمار یوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت زمین و فہم ہو گا اور دل کا عظیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند و لبسند گرامی ارجمند مظہر الاولیاء و الخیر مظہر الباقی و العلاء کانت اللہ نزل من السماء جس کا نزل بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کیناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ سَعَانِ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہما کا منظوم عارفانہ کلام

تصویر کے دو رخ

تصویر کا پہلا رخ

سیر ہا ہے جس کو کئی شدت سے بیچارہ غریب ؛ ڈھانکنے کو تن کے گاڑھانک میں کئی نصیب
کھاتے ہیں زردہ پلاؤ قورما و شیرمال ؛ غمگنی دوشالے اور بھے پھرتے ہیں کئی نصیب
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
اصطبل میں گھوڑے ہیں پھینسیں ہیں کچھ شیردار ؛ سبزے کی کثرت گھر بھی بن کر شہنشاہ
کلب پر ان سے ہیں ان کی آنکھوں میں بہار ؛ رُوح انسانی ہے پر خاموش تھی سو گوار
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
جب دبا اے تو پہلے اس سے مرتے ہیں غریب ؛ مالداروں کو مگر لگتے ہیں شہ کے پتے عجیب
موت جس کے پاس ہے وہ تو محروم دوا ؛ اور جو محفوظ ہیں ان کو دوا میں نہیں نصیب
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
نور قرآن کی تجسلی ہے زمانہ بھر میں آج ؛ احمد ثانی نے رکھی احمد اڈل کی لاج
کھرنے بہت توڑ ڈالے دیر کو ویراں کیا ؛ پر مسلمانوں کے گھر سے بھارت کا ہی راج
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
ورثہ نبوی کے ڈر سے مولوی کا احترام ؛ الفت پوری کی خاطر سیدوں کے غلام
جو بھی کچھ ہے غیر کا ہے ان کا حالت ہے تویہ ؛ دولت عقوبت سے خالی نعمت دنیا حرام
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
یاد میں قرآن کے الفاظ تو ان کو تمام ؛ اور پوچھیں تو ہیں کہتے ہیں پیر اشد کا کلام
پر یقین مفقود ہے ایمان ہے بالکل ہی خام ؛ علم و عرفان کی غذا ان پر ہے قضا ہی خام
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
حال سے ہے غریب خالی علم سے خالی ہے سر ؛ یاد خالق سے ہے غفلت رہتی ہے فکر دگر
مال خود بر باد دیراں۔ مال دیگر پر نظر ؛ منزل آخر سے خالی پھر رہے ہیں در بدر
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
ہے قدم دنیا کا ہر دم آگے آگے جا رہا ؛ تیز تر گردش میں ہیں پہلے سے اب اسلحہ سما
آج بھی کوئی نظر آتا نہیں ساکن ہمیں ؛ ایک سلم ہے کہ آرام سے بیٹھا ہوا
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
فکر انسان فلک پر اثر ہے آج کل ؛ فلسفہ دکھلا رہا ہے خوب اپنا زرد و کل
پر مسلمان راستہ پر جو حیرت ہے کھڑا ؛ کہہ رہا ہے اس کو ملا کہ قدم آگے نہ چلا
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں
شعبہ نور آسمانی کو دیا جس سے نبھا ؛ باب حجاب کا جس نے بند باندھا کر دیا
جس نے نفعی ایزدی کی راہیں رو دیں ؛ تو ہے اسی ملا کہ مسلم نے بنایا راہ نما
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

تصویر کا دوسرا رخ

وہ بھی ہیں کچھ جو تیرے عشق سے محو ہیں ؛ دنیوی آلائشوں سے پاک میں اور دوزخ میں
دنیا والوں نے انہیں بے گھر کیا بے در کیا ؛ پھر بھی ان کے قاب حُب خلق سے محو ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
ڈھانپتے رہتے ہیں ہر دم دوسروں کی عیب ؛ ہیں چھپاتے رہتے وہ دنیا جہاں کی عیب کے
ان کا شیوہ نیک ظنی نیک خواہی ہے سدا ؛ آنے دیتے ہی نہیں دل میں کبھی ریب کو
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
روز و شب قرآن میں نکر و تدبیر مشغلہ ؛ ان پر دروازہ کھلا ہے دین کے اسرار کا
تجھ میں ان میں غیرت کئی نظر آتی نہیں ؛ ہیں اگر وہ مال تیرا۔ تو بھی ان کا ہے صلہ
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
اک طرف تیری محبت اک طرف دنیا کا درد ؛ دل پھٹا جاتا ہے سینے میں پہلے چہرہ زرد زرد
ہیں لگے ہتھ دے عداوت میں وہ دن بھی رات بھگا ؛ ہیں زمین و آسمان میں بھر رہے وہ رے نور
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
جن کو بیماری لگی ہے وہ ہیں غافل سو ہے ؛ پر یہ ان کو فکریں میں سخت بے کل سو ہے
ایک بیماری سے گھائل ایک فکر کو کل شکار ؛ دیکھتے دنیا میں باقی رہے یا وہ رہے
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
بادہ عرفان سے تیری ان کے سر محو ہیں ؛ جذبہ اذیت سے تیرے ان کے دل محو ہیں
ان کے سینوں میں اٹھا کرتے ہیں طوفانات دنا ؛ وہ زمانہ بھر میں دیوانے ترے مشہور ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
طاقت و قوت کے مالک ان کا منہ کرتے ہیں ؛ دین کی گدی کے وارث پھینکتے ہیں ان پر گند
دہ ہرا کہ یہ ادا کے تیروں کا بنتے ہیں ہند ؛ جس کا بس جلتا ہے پینا آتا ہے ان کو گزند
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
فکر خود سے فکر دنیا کے لئے آزاد ہیں ؛ شاد کرتے ہیں زمانہ بھر کو خود ناشاد ہیں
دنیا والوں کی نظر میں پھر بھی شہر میں تعمیر ؛ ہیں گنہ گار مگر سب نیکیاں برباد ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
ساری دنیا سے ہے بڑھ کر وصلان کا بند ؛ چھینکتے ہیں عرش کے کنگرور و رپرین گند
کیوں نہ ہو وہ صاحب سراج کے شاگرد ہیں ؛ آسمان پر اثر ہے اس لئے ان کا بند
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
جن کو کبھی تھی برا دنیا وہی تیرے ہوئے ؛ شہر کی مانند آئے تھے وہ اپنے پھرے ہوئے
نام تیرا کہ رہے ساری دنیا میں بلند ؛ جہاں تھی ملی پر دھرتی شہر پر کفن باندھے ہوئے
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں
(کلام محمود)

خطبہ جمعہ المبارک

آج اگر ہمیں اپنے مفاد کی خاطر ہٹا سکتے ہو تو پھر پھر کر رہے ہو میں بھی ہٹا سکتے

اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بعد ہماری قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے اس لئے

ہم ٹھہریں مٹنے کرتے ہیں چھری کو تم ہماری گردن پر چلنے کی اجازت دو گے

خدا کے قسم! وہ چھری ضرور تمہاری گردن پر چلائے جائیگی۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم بدل سکتے

لیکن ہمارے گردن کے حفاظت کے لئے خدا نے ضمانت دی ہے پھر چلے تو سکتے ہیں لیکن اس گردن کو تڑپا نہیں سکتے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و العزیز فرمودہ ۲۰ صلع (جنوری) ۱۳۹۸ھ بمقام مسجد نفل لندن

محترم سید احمد جاوید صاحب سلع سلسلہ دفتر سی۔ پی۔ لندن کا قلمند کہ وہ نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ کا مکمل متن ادارہ شب لہریں لکھتے اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قرار میں کر رہا ہے (ایڈیٹر)

کوتاہ ہے۔ صرف فریب کے وقتی مفاد کو دیکھنے کی عادت ہے اور اسی حد تک جا کر نظر ٹھہر جاتی ہے۔ اس لئے ابھی حالات میں کچھ ایسی ہیجڈلیاں ہیں کہ ہمیں

دعاؤں سے غافل نہیں رہنا چاہیے

تیسری دنیا کی سیاست میں بالعموم، صرف پاکستان ہی کی بات نہیں بلکہ تمام دنیا میں وہ حالک جو ابھی ترقی پذیر ہیں، یہ ایک مشترک رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ سیاست خور غرض ہے اور بسا اوقات اصولوں کے سورد بھی کر لیتی ہے۔ جہاں تک دیانت اور اخلاق کے اعلیٰ تقاضوں کا تعلق ہے، سیاست دنیا میں کہیں بھی ہو، ان سے بے بہرہ ہوتی ہے، خواہ وہ مغرب کی سیاست ہو، خواہ مشرق کی، خواہ شمال کی خواہ جنوب کی۔ آپ کو

سیاست میں کہیں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار دکھائی نہیں دینگے اس لئے جو چیز جہاں مل نہیں سکتی، وہاں اُس سے توقع نہیں رکھنی چاہیے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایک فرق بہر حال ہے کہ مغرب سے ترقی یافتہ ممالک میں کسی راہ کے تابع بھی اصولوں کے سورد سے نہیں کئے جاتے اور بارہا آپ کو ایسے سیاسی رہنما دکھائی دیں گے جو طاقت کے پورے عروج میں ہوتے ہوئے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں مگر کسی قیمت پر بھی اصولوں کے سورد پر تیار نہیں ہوتے یہ نظارے آپ کو مشرق میں دکھائی نہیں دیں گے، یہ ہماری بدقسمتی ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا: پاکستان سے کچھ غرض سے پھر جماعت کے متعلق کچھ پریشان کن خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے معاندین نے

اپنی ذلت آمیز شکست

اور ناکامی کے بعد اپنی خجالت مٹانے کے لئے اور جسے کسی بانڈر کو زخمی کر دیا جائے تو وہ نئے نئے کسب کے ساتھ دوبارہ زیادہ تانی کے ساتھ اثرات کے ساتھ حملہ کرنا چاہتا ہے کچھ ایسی انداز سے انہوں نے جماعت کے متعلق اپنی

معاہدہ نامہ کو شششوں کو

پہلے سے بہت تیز کر دیا ہے۔ جگہ جگہ سے بڑھتے ہوئے مختلف مظالم کی خبریں بھی مل رہی ہیں اور بدقسمتی سے سیاسی حالات کچھ ایسی نوعیت کے ہیں کہ بعض علاقوں میں ہمارے سیاستدان بھی ایسی صورت حال سے استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ ویسا ہی ان کا خیال معلوم ہوتا ہے جیسے کسی زمانہ میں

رولٹا نے کا خیال تھا۔

اور بدقسمتی سے ہماری سیاست میں، یعنی سے سبق لینا نہیں آتا اور ایسے تاریخی واقعات جو بارہا دہرائے جاتے ہیں، وہ بھی ہمارے سیاستدان کو دکھائی نہیں دیتے۔ مستقبل کی نظر بھی گمراہ ہے اور ماضی کی نظر بھی

سلسلے کے ذریعہ ہم نے اپنا مقام اپنا کر

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)

27.0441

"GLOBEXPORT"

پیشکش کاوٹ ریسرچ سٹیشن پکڑوسی پڑا پتلا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۲۳ فون: ۷۷۱۱۱۱

سوائے ایک تاریخی موقع کے، جبکہ سیاست کے میدان میں ایک ایسا روٹن کا سورج ابھلے تھا، جو سیاست دان نہیں تھا لیکن ایک با اصول اور سچا اور قوم کا ہمدرد انسان تھا یعنی

قائد اعظم

قائد اعظم کو بعض لوگ، خصوصاً مغربی ناقدین جب اپنی سیاست کی عینکوں سے دیکھتے ہیں تو ان کو بہرہ کے مقابل پران میں بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بہت سی جگہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک ایسا سیاستدان ہوتا تو بوجہ دکھاتا، نرمی اختیار کرتا، کچھ رستہ بدل کر چلتا لیکن یہ سیاستدان ہے، جس کی اتنی عزت کی جاتی ہے اور اس کے باوجود جہاں کہیں بھی سیاست کی آزمائش ہوئی۔ وہاں اس نے اپنے اصولوں کے مقابل پر وقتی مفاد کو ٹھکرا دیا اور کسی قسم کی نرمی نہیں دکھائی جبکہ ایسے مواقع پر ہر موقع شناس نرمی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے قائد اعظم کو ایک سخت اکثر انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس کی حالات نے بنا دیا حالانکہ

یہ تجربہ بالکل غلط ہے

اور غیر درست ہے۔ قائد اعظم اپنے با اصول انسان تھے کہ ان کی زندگی میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب وہ کانگریس سے بالکل ہٹے اور مسلمانوں کے حالات پر نظر ڈال کر انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ سچائی کی خاطر تلخی کی راہوں پر قدم نہیں مار سکیں گے اور ہر طرح میں ساتھ نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے

سیاست سے کٹ پڑنے کا یہ روشنی اختیار کر لی

اور جیسے بعض دفعہ کے روٹے جاتے ہیں، اس طرح یہ بالغ نظر انسان روٹے کر انگلیں میں اتر بیٹھ گیا اور تمام دوستوں اور ملاحوں کو یہ واضح افکار دے دی کہ آج کے ہندوستان کی سیاست میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ اس موقع پر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی تقریر دیکھا کہ اگر ہندوستان میں سیاست کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے کوئی نجات کی راہ ہے تو وہ قائد اعظم کے پیچھے چل کر ہی مل سکتی ہے۔ یعنی صحیح عملی جناح اور مصدق علی جناح ہی سے آج ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا مفاد وابستہ ہے۔ اس زمانے میں

مولانا عبدالحکیم صاحب داتا گاندی

یہاں انگلستان میں امام ہوا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود نے ان سے فوری رابطہ پیدا کیا اور کہا کہ میں آپ کو سمجھاتا ہوں، اس طریق پر قائد اعظم سے قائد اعظم تو اس وقت تک نہیں کہلاتے تھے۔ جد علی جناح سے جا کر میں اور ان کو بتاؤں کہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ کی کامیابی یا ناکامی اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناکام رہنما کے طور پر امر جائیں لیکن ایک تعلیم قوم کی زندگی کو خاطر اسی قربانیاں کر لی جس حقیقت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ آپ آپس آئے اور دوبارہ مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اس وقت قائد اعظم کا رد عمل شروع میں تو بہت سخت تھا، جیسے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ با اصول انسان تھے، لیکن با اصول انسان جب بات کو سمجھ جاتا ہے تو پھر نرمی بھی اختیار کرتا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو مغربی آنکھ نے نہیں دیکھا اور

قائد اعظم

کو ایک ایسے RIGID انسان کے طور پر یہ ایسے سخت انسان کے طور پر پیش کیا ہے جو گریبا بات سمجھنے کے بعد بھی راہ سے ہٹے ہوئے

آباد نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اور باتوں کو چھوڑ دی تو یہ ایک واقعہ ہمیشہ کے لئے قائد اعظم سے اس الزام کو دھوئے کے لئے کافی ہے اس زمانے میں مسجد لندن کی حیثیت آج کے مقابل پر کچھ نہیں تھی چند گنتی کے احمدی تھے اور قائد اعظم، درد صاحب مرحوم کو جانتے۔ یہ بھی نہ تھے، اچانک ایک امام مسجد کا، جو خود ایک غیر مودف انسان ہو ان کے پاس پہنچا اور یہ درخواست کرنا کہ

آپ اپنا فیصلہ بدل دیں

اور دوبارہ ایسے جائیں۔ ہندوستان کی سیاست میں حصہ لیں اور قوم کی پوری طرح بھرپور نمائندگی کریں۔ تقریباً ایک گھنٹہ ہمارے عبدالرحیم صاحب درد مرحوم کو قائد اعظم کے ساتھ بحث چھیٹوں میں گزارا، ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ بالآخر جب قائد اعظم نے سمجھ لیا کہ ہاں ان کا موقف واقعہ درست ہے اور میرے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ہو مجھے بہر حال ہندوستان واپس سچ کر مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہیے تو انہوں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور آپ کے تاریخ دان اس بات کو مستند کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ قائد اعظم نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ زندگی کے ایسے اہم موڑ پر مجھے سیدھی راہ دکھانے والا

لندن مسجد کا امام تھا

جہاں اس وقت میں آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ ایک ایسا بے خوف، با اصول اور با مزا رہنما تھا کہ کامیابی جس کے قدم چومتی تھی، باوجود اس کے کہ وہ کامیابی کے حصول کے لئے اصول چھوڑ کر جھکتا نہیں جانتا تھا۔ آپ نے زندگی میں کسی ایک موقع پر اصول کا سودا نہیں کیا چنانچہ اس زمانے میں جبکہ پاکستان کا قیام اتنی اہمیت رکھتا تھا اور خود قائد اعظم نے آخر پر برصغیر کے سیاسی عمل کا جو رستہ تجویز کیا تھا، اس کا کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا، بظاہر ایک شخص کی کامیابی اور ناکامی کا بھی نہیں بلکہ ساری قوم کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ ایسے موقع پر ایک سیاستدان جتنے بھی مواقع اور سڑیاں کھٹے کر سکتا ہے وہ سمجھتا چڑا جاتا ہے۔ کسی کو کچھ لاپرواہ دیتا ہے کسی کو کچھ لاپرواہ دیتا ہے۔ کسی سے کسی بات پر سودے ہوتے ہیں۔ کسی سے کسی اور بات پر سودے ہوتے ہیں۔ اور اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اس موقع پر اتنے بڑے اصول داؤ پر لگے ہوئے ہیں کہ چند چھوٹے چھوٹے اصولوں کی اس کے مقابل پر قربانی دے دینا کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ ایسے موقع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے قابل اعظم کھے

ایک بہت بڑی آزمائش ہوئی

اور دراصل اس آزمائش پر ان کا پورا اترا ہی ان کی زندگی کو بامراد کرنے کا فیصلہ کر گیا۔ تمام ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر سوائے جماعت احمدیہ کے تمام مذہبی جماعتیں قائد اعظم اور پاکستان کی مخالفت تھیں، مسلمانوں میں تھے لیکن سب مسلمان حق میں نہیں تھے۔ جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے، بحیثیت تنظیم اگر تمام نہیں۔ ہو سکتا ہے میری باورداشت ہے کہ کوئی غلطی کی ہو تو بھاری اکثریت میں وہ تمام مذہبی جماعتیں

جو آج پاکستان پر قابض ہیں وہ ساری کی ساری

قائد اعظم کے مخالف تھیں۔

اور پاکستان کے تصور کے مخالف تھیں۔ لیکن ایک بات پر وہ اپنے موقف بدلنے پر آمادہ تھیں اور وہ چھوٹی سی بات یہ تھی کہ قائد اعظم سے انہوں نے درخواست کی کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے احمدیوں کو نکال دیں تو ان کا پورا تنظیم ختم کر دیا جائے گا، ان کو مسلم لیگ سے خارج کر دیا جائے گا، ان کا سیاسی موقف تبدیل کر کے آپ کے پیچھے لگے جائیں، یہ شرط تھی کہ باقی ساری جماعتیں مسلم

یہ گے۔ کتنا عظیم الشان دباؤ تھا۔

ساری زندگی کی جنگ کا نتیجہ

اس بات پر منحصر تھا اور ایک سیاستدان، ایک دانشور، جو ملکی حالات سے باخبر ہو، جو فرقوں کے باہمی تناسب کے اعلا و شمار سے واقف ہو، اس کے لئے یہ ناممکن ہے کہ ایک سیاستدان کے طور پر یہ فیصلہ کرے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت کی نمائندہ مذہبی جماعتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ارد کرتے ہوئے مخالف بناتے ہوئے ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت کو قبول کرے، محض اس لئے کہ اس کے نزدیک اصول کا یہ تقاضا تھا کہ اکثریت کی رائے کو رد کر دیا جائے اور چھوٹی اقلیت جماعت کو رائے کو قبول کر لیا جائے۔ جتنا بڑا قائد اعظم نے انتہائی دباؤ کے باوجود ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک مسلمان سیاست میں بنیادی طور پر ہمیشہ ہی اصل مقام پر رہے گا کہ

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کا حق ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمان کی سیاست میں حصہ لے۔ جو شخص اپنے منہ سے اپنے اسلام کا انکار کرتا ہے، اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔

یہ اتنی سی بات تھی۔ پتا چڑھتا ہے کہ انہوں نے امدادیوں کی مہر شپ روکنے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلے کے ذریعے یہ اعلان کیا کہ ہر امدادی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر دوسری تمام مذہبی جماعتیں ناراض ہو کر مسلم لیگ کی مہر شپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہونے دیں

یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جس کے نتیجے میں دراصل قائد اعظم کامیاب ہوئے۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا۔

بہرہ وہ انصاف اور تقویٰ کی بات تھی جس نے درحقیقت ایک باری ہوئی بازی کو جتا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہوا۔ اسی فیصلے سے پہلے خود پنجاب میں بھی قائد اعظم کے ہم خیالوں کو کوئی طاقت حاصل نہ تھی۔ حضرت حیات کی ایک یونین حکومت تھی جو مسلم لیگ کے مخالف اور کانگریس کے اصولوں سے متفق تھی اور پنجاب جو آج پاکستان کی جان ہے۔ اس پنجاب میں بھی اگر مسلم لیگ کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو اندازہ کریں کہ اس وقت ایک ایسا فیصلہ کرنا جس سے تمام

بڑی مذہبی جماعتیں ناراض ہو جائیں اور ایک چھوٹی سی اقلیت کو خوش کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے اصول پر قائم رہنے کی خاطر اس چھوٹی سی اقلیت کو ترجیح دے دینا، یہ وہ فیصلہ تھا جس نے حالات کی گایا پلٹ دیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ بڑے بڑے علماء جو قائد اعظم کو رد کر چکے تھے، ان کے پلیٹ فارم ان کے قدموں تلے سے کھسکے شروع ہوئے اور قائد اعظم کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ قدم جو ان پلیٹ فارموں کی طرف لاپچہ کی وجہ سے نہیں بڑھے تھے، خاندانے ان کے ان پلیٹ فارموں کو ان کے مالکوں کے قدموں کے نیچے سے نکال دیا اور وہ پلیٹ فارم قائد اعظم کی طرف بڑھنے لگے یہاں تک کہ ایک ایسا ریل آ یا کہ جس میں یہ علماء ہواؤں میں بیٹھتے ہوئے رہ گئے اور ان کے نیچے۔ سنی تمام زمین لٹل گئی تھی۔ یہ ہے وہ اصول کی بات، جو بدقسمتی سے

آج تک ہمارے سیاستدان نے نہیں سیکھی۔

اس وقت پاکستان میں جو صورت حال ہے، اس میں بھی اسی قسم کی بعض باتیں ہیں، جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔ احمدیت کے مخالف علماء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ خوف دلا کر اور دھمکیاں دے کر سیاستدان کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور شروع میں ان کو صرف اتنی بات دکھاتے ہیں کہ ہمارا مطالبہ تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک چھوٹی سی جماعت کو مردود قرار دے دو اور اس کے خلاف ہر قسم کی زیادتیوں کو برداشت کر جاؤ جہاں تک اکثریت کا تعلق ہے وہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ تم ہماری زبان کے چوکوں سے بھی بچے رہو گے اور ساری قوم میں تمہاری مقبولیت ہوگی کہ ایک ایسی جماعت کو تم نے رد کیا ہے جس کو قوم بحیثیت مجموعی رد کر چکی ہے۔ اور یہ اکثریت کا فیصلہ ہے۔ یہ بات وہ صحیح میں سے چھپا جاتے ہیں کہ دنیا کی کسی بھی اکثریت کو یہ حق نہیں ہے کہ انصاف پر تبرہ رکھ سکے۔ اور انصاف کے تقاضوں پر جمہوریت کی راج دھانی نہ نیچے کبھی ہوتی تھی، نہ آئندہ کبھی ہو سکتی ہے۔ جمہوریت کا مقصد انصاف کا قیام ہے۔ اس لئے جمہوریت کی طاقت کو استعمال کر کے انصاف کی قربانی نہیں دی جا سکتی اور اصولوں کی قربانی نہیں دی جا سکتی، جن کے بغیر جمہوریت عمل نہیں سکتی تو اس حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور اس سے بچھڑتے ہوئے باقی بات کو بڑی عمدگی اور بڑے منطقی انداز میں سیاستدان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر سارے ملک میں شور مچاتے ہیں اور اخباروں میں دھمکانے کی، مرعوب کرنے کی ایک مہم چلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اتنی سی بات ہے خیر وار جو کسی نے اس جماعت کی تائید کی۔ اگر تم نے تائید کی تو ہم شور مچائیں گے اور عوام کو بتائیں گے۔ ان کو نہیں گئے، گلیوں میں بٹھو۔ یہ لوگ فلاں نواز ہیں اور فلاں کی تائید میں ناچ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ذریعے سے طاقت میں آئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی ساز باز ہے اور یہ اور وہ، غرضیکہ عجیب و غریب ایسی کہانیاں ہیں جنہیں وہ دھمکانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

جہاں تک موجودہ حکومت کی سیاسی پارٹی کا تعلق ہے

میں جانتا ہوں کہ ان میں سے ہماری اکثریت ایسی ہے جو بد نیت نہیں ہے ان کے اصول بھی آزاد تھے۔ انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم۔ سیکولرازم کے نام پر آرہے ہیں اور ان کے منشور میں یہ بات داخل تھی۔ عوام نے سب کچھ دیکھ کر، سوچ سمجھ کر ان کے حق میں اور ان کی تائید میں فیصلہ کیا لیکن جب سیاسی دباؤ بڑھنے شروع ہوں تو اس وقت سیاستدان کی اندرونی INTEGRITY اس کے اصولوں پر قائم رہنے کی طاقت کا امتحان ہوا کرتا ہے۔ کیا اس امتحان پر یہ سارے پورے اتر سکیں گے یا نہیں۔ یہ ہے فیصلہ جو آج ہونے والا ہے۔ جہاں تک میں پاکستان کے حالات کو جانتا ہوں، میرے نزدیک وہ سیاستدان جو نیک نیت ہیں، ان میں بھی مضبوط قومی کے مالک لوگ بہت کم ہیں۔ ایسے کردار کے مالک جو بڑی عظمت کے ساتھ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو چیلنج کر سکتے ہوں اور اصولوں کے سودوں پر تیار نہ ہوں۔ ایسے بہت کم ہیں۔ بھاری اکثریت ان شرفیہ کی ہے جن کی زبان ہوا کی تائید میں تو چلا کرتی ہے ہوا کے مخالف نہیں چلا کرتی۔ جن کی ہونٹوں سے جو آواز بلند ہوتی ہے وہ تقار خانے کے شور کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اس طوطی کی آواز نہیں جو تقار خانے کے مقابل پر کمزور اور نحیف ہونے کے باوجود پھر بھی آواز بلند کرنے کی جرأت کو تا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے ملک میں سیاسی لحاظ سے ہمیشہ عدم استحکام رہا اور قائد اعظم کے بعد بدقسمتی سے قوم نے پھر کبھی با اصول سیاست کا منہ نہیں دیکھا۔ یہ وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے کچھ خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک جماعت کا تعلق ہے، ایک اور پہلو بھی ہمارا کمزور دیکھا گیا ہے کہ اصول کی جانب نظر ہونے

نے خود سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔ وہ دوش جس کی قیمت سیاستدان کی نظر میں ہوا کرتی ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ ان سکوت سے عجیب خالی ہے جو سیاستدان کی ہمدردی خرید لیا کرتے ہیں نہ وہ ظاہری سکتے ہیں نہ وہ سیاسی سکتے ہیں ہمارے پاس۔ اس لئے جماعت اس پہلو سے بالکل تہی دامن ہے۔ اس لئے سوائے اس کے کہ کوئی سیاستدان عظیم کردار کا مالک ہو، بے انتساب اصول ہمدرد قوم کی آخری صلاح کی منزل کی طرف اس کی نظر ہوا اور جھوٹی چھوٹی باتوں سے خوف کھا کر اپنے اصول کی راہ بدلنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہو۔ اس کے سوا وہاں حالات کے مدھرنے یا مدھرنے رہنے کی اور کوئی امید نہیں ہے۔ اس وقت پاکستان کے حالات میں، جہاں تک میں مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے حکومت کی پارٹی کے اندر

روٹم کے سیاستدان دکھائی دے رہے ہیں بلکہ یوں قسم کے

کہنا چاہیے۔ ایک وہ ہیں جن کو جماعت سے ہمدردی ہے۔ جو با اصول تو ہیں لیکن اپنے اصولوں کی حفاظت کی طاقت نہیں رکھتے۔ جو شریف تو ہیں لیکن ان کی شرافت کی زبان میں جرات کا فقدان ہے، وہ بے چین ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ سیاستدان کا ایک طبقہ وہ ہے جو ذاتی طور پر شریف النفس ہے۔ لیکن جماعت سے ویسے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا اور اصولوں پر قائم رہنے کا بھی کوئی خاص تجربہ یا سلیقہ ان کو نہیں ہے۔ ساری غمراہی سیاست کی پیروی کی ہے جو رستوں کے مطابق رخ بدلا کرتی ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق رستے نہیں بنایا کرتی۔ اور یہی بڑا فرق ہے ہمارے ملک کی سیاست اور مغربی سیاست میں۔ یہاں پہلے مذاکرے تعین کی جاتی ہیں۔ اور طرف کی تعین کی جاتی ہے۔ پھر راہ تجویز کی جاتی ہے جو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ آرام کے ساتھ قوم کو منزل تک پہنچا دے۔ ہمارے ملک میں گھسے پٹے رستوں کی پیروی کی جاتی ہے شواہ وہ منزل سے بھی ہٹا دیں۔ اس لئے یہ بڑا فرق ہے۔ ان کو قوم کے خیالات کو جانچ کر ان کے پیچھے چلنے کی عادت ہے خواہ وہ صحیح ہوں، خواہ وہ غلط ہوں تاکہ قوم کو یہ احساس نہ ہو کہ ہم ان سے راہنما ہیں۔ جو ان کے خیالات کو بدلنے پر بھی آمادہ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ بظاہر یہ لوگ راہنما ہونے میں لیکن عملاً عوام الناس ان کے راہنما ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے شیخ مجیب الرحمن صاحب سے تفصیلی گفتگو کا موقع ملا۔ ان کو ان دنوں ہر پہلو سے سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ اپنے رستے کو تبدیل کریں۔ اور جس راہ پر آپ چل پڑے ہیں یہ قوم کے لئے شریک و نقصان دہ ہوگا۔ چنانچہ ایک موقع پر میں نے ان سے کہا، جس کا مجھے خیال تھا کہ ان کو بہت تکلیف پہنچے گی اور مجھے افسوس ہے کہ مجھے ان سے یہ کہتے پڑا کہ میں نے دنیا کے بہت سے سیاستدانوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ میں بہت سے لیڈروں سے واقف ہوں لیکن میں نے دنیا میں آج تک کوئی اتنا کمزور سیاستدان نہیں دیکھا جتنے آپ ہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اشتعال سے ان کا تڑانے آپ پر قابو نہیں رہے گا۔ ایک دم جس طرح کوئی گہری چوٹ کسی کمزور، نازک جگہ پر لگائی جائے اس طرح ان کا رد عمل ہوا لیکن ان میں بہر حال بہت سی خوبیاں تھیں، میں ہی تو نہیں کوئی قوم کا راہنما بن جایا کرتا۔ انہوں نے حوصلے سے اپنے جذبات کو برداشت کیا۔ ان پر قابو پایا اور مجھے کہا کہ یہ عجیب بات آپ کر رہے ہیں، ساری قوم میرے پیچھے ہے۔ سارا مشرقی پاکستان میری آواز پر بلند کہہ رہا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنا کمزور سیاسی راہنما نہیں دیکھا۔ میں نے کہا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ

آپ کو قوم نے آگے لگایا ہوا ہے۔ آپ نے قوم کو پیچھے نہیں لگایا ہوا

اور آپ ایک ایچ بھی رستہ بدلنا چاہیں تو قوم آپ کو دھتکار کر ایک طرف پھینک دے گی اور آپ میں رستہ بدلنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں جو آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں، بالکل وقت ضائع کر رہا ہوں، آپ اگر آج ادنیٰ سی جی آواز بلند کریں کہ جس طرف میں آپ کو لے کر جا رہا تھا وہ راہ غلط ہے۔ اور میں اس راہ کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں تو قوم آپ کو ہلاک کر دے گی۔ اس لئے آپ طاقتور راہنما کیسے ہو گئے۔ ایسے یہ فرق ہوا کرتا ہے، سیاستدان آگے ہی ہوا کرتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ قوم نے اس کو آگے لگا رکھا ہے یا وہ قوم کو پیچھے پیچھے لے کر چل رہا ہے۔ آگے لگنے والے سیاستدان تو بکثرت ہیں نظر آ رہے ہیں لیکن قوم کو پیچھے لگانے والے سیاستدان، وہ جو اصولوں کے پاس بند سیاستدان ہوا کرتے ہیں، عظیم حوصلوں اور عظمتوں کے مالک ہوتے ہیں، ان کا فقدان ہے اور یہی سیاست کا بحران ہے،

جس نے پاکستان کی سیاست کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے

تو ایسے طبقے سے یہ توقع رکھنا، جن کی تربیت یہ نہ ہو، جو بنیادوں پر ہاتھ رکھتے ہوں کہ اگر ڈوب رہی ہیں تو ہم ساتھ ڈوب جائیں گے، اس پر آمادہ ہوں بنیادوں کو بدلنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ ان میں یہ استطاعت نہ ہو کہ ڈوبتی بنیادوں کا ساتھ نہیں دیتا اور ابھرتی بنیادوں کا ساتھ دینا ہے اور ڈوبتی روجوں کو بھارنا ہے۔ وہ سیاستدان راہنما بننے کے کیسے اہل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے میں ہیں۔

اور ایک معمولی طبقہ ایسا بھی ہے جو اثری مزاج ہے اور — PEOPLES PARTY میں — ہے۔ وہ ایسے موقع پر باہر کی آواز کو اندر پہنچاتا ہے۔ اور بڑا بڑا حاکم پہنچاتا ہے۔ اور ان خطرات کو جو محض گھبراہٹوں کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو حقیقت بنا کر دکھاتا ہے اور وہ لوگ جو با اصول لیکن کمزور سیاستدان ہیں، ان کے دلوں پر بار بار

اب یہ جو چیز ہے اس میں ایک فرق دکھانا ضروری ہے۔ دنیا میں ہر جگہ عوام کے خیالات اور خواہشات کا احترام کیا جاتا ہے اور دنیا کی کوئی بھی سیاست نہیں ہے جو عوام کی بنیادوں پر انگلیاں رکھے پھر اپنے قبضے کرے لیکن جو بات میں کہہ رہا ہوں، اس میں ایک فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ دنیا کے باشعور اور بالغ نظریہ سیاستدان عوام کے خیالات اور جذبات پر نظر تو رکھتے ہیں لیکن جب یہ سمجھتے ہوں کہ یہ جذبات اور خیالات خود قوم کے لئے مہلک ہیں اور خود سیاست دان کے لئے مہلک ہیں تو پھر ان خیالات اور جذبات کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر وہ تبدیل نہ ہو سکیں تو خود انکے ہو جاتے ہیں اور ان خیالات کی پیروی نہیں کرتے۔ اس کو حقیقت میں راہنما کہا جاتا ہے۔ جب مشرقی پاکستان ٹوٹنے والا تھا اور بنگلہ دیش بننے والا تھا تو اس سے پہلے

”پاکستانی نیشنل کونرین کے کنڈول کے پہاڑی لگا“

(اللہم حضرت سید محمد عیسیٰ علیہ السلام)

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان، میمنہ ساری ٹارٹ، شارع پور کٹک (الہ آباد)

کھینے کرتا ہے، ان کو ڈراتا ہے، دھمکتا ہے، ان کے حوصلے پست کرتا ہے کہ خبردار! اب اگر تم نے کسی اصول کی خاطر اس جماعت کا ساتھ دیا تو تم دیکھنا کہ تم صفحہ سیاست سے مٹا دیے جاؤ گے حالانکہ وہ بھول جاتا ہے کہ جب ہمیں ہمارے سیاسی اقدار پر کوئی واقعہ ہوا ہے، ہمیشہ اس سے برعکس واقعہ ہوا ہے۔ صفحہ سیاست سے وہ مٹائے گئے ہیں اور بار بار مٹائے گئے ہیں جنہوں نے اصولوں کو مٹنے دیا ہے جنہوں نے اصولوں کی خاطر اپنے وجود کو مٹانے کا فیصلہ کیا ہے، وہ کبھی نہیں مٹائے گئے اور ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی پر ان کے نام ثبت ہو چکے۔ یہ واقعہ کبھی ایک ملک میں نہیں ہوا، دو ملکوں میں نہیں ہوا، ساری دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اس لئے پاکستان میں جو موجودہ حالات ہمیں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں مدد نصیبی، حوصلہ رکھنے والے باشندوں، بائیں نظر سیاستدانوں کے فقدان کی بد نصیبی ہے۔ لیکن جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو تنبیہ کرتے چلے جائیں اور ان کو خبردار کریں اور ان کو ہوشیار کریں، ان کو سمجھائیں اور ان کو دکھائیں کہ جن راہوں کی تم پیروی کرتے ہوئے دکھائی دیتے لگے ہو۔

وہ طاقت کی راہیں ہیں۔

اس کے بعد پھر ہم پر وہی حکم اطلاق پاتا ہے جو ہمارے آقا پر اطلاق پایا تھا کہ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيِّرٍ (سورۃ النفاثیہ: آیت ۶۳-۶۴) اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تیری حیثیت نصیحت کرنے والے کی ہے تو ان پر داروغہ نہیں تو ہم حضرت اقرس ہمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خاک پا کے خاک یا ہم جھلا کہاں یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو داروغے بنا بیٹھیں اور بلکہ کی حیثیت سے باہر جھلانگ لگائیں لیکن مذکر کی حیثیت بھی بڑی مشکل حیثیت ہے۔ داروغے سے زیادہ مشکل حیثیت ہے۔ اس حیثیت میں بڑے صبر کے تقاضے ہیں، بڑے مراحل ہیں، جن پر ثبات قدم اختیار کرنا بڑا مشکل کام ہوا کرتا ہے لیکن بہر حال ہمارے مقدر میں یہی ایک رستہ لکھا ہوا ہے۔ اسی رستے پر ہم نے چلنا ہے اور ضرور چلنا ہے۔ بہر مشکل پر مصیبت کو برداشت کر کے بھی اسی پر چلنا ہے۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ قوم کو متنبہ کرے اور سمجھائے اور آج کے سیاستدان کو خواہ وہ حکومت کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو یا حکومت سے باہر کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو، خوب اچھی طرح کھول کر دکھائے کہ پاکستان کی سیاست کو تباہ کرنے میں سب سے بڑا بلکہ شاید ایک ہی ہاتھ ہے اور وہ مولوی کا ہاتھ ہے جن ملکوں میں ملامت کا عذاب نازل نہیں ہوا۔ وہاں سیاستیں آزاد ہیں۔ اور ملامت سے میری مراد صرف مسلمانوں میں جو خاصی قسم کے علماء ہیں وہ نہیں ہیں بلکہ ملامت سے مراد

مذہبی جنرل کا ٹھکانہ ہے۔

جن حیثیت سے میں ملامت کی بات کر رہا ہوں یہ ظاہر ہے خواہ ہندو ازم میں نظر آئے خواہ بدھ ازم میں نظر آئے خواہ عیسائیت میں نظر آئے خواہ یہودیت میں نظر آئے جہاں بھی جب بھی ملامت سیاست میں داخل ہوتی ہے اور سیاسی مزاج پر اس نے قبضہ کیا وہاں اسی نے ہمیشہ سیاست کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اس زہر کے بعد پھر سیاست زندہ نہیں بچ سکی۔ پاکستان میں بار بار یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ بس اتنی چھوٹی سی بات ہے، تم مان جاؤ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ایک ملک کے کسی چھوٹے سے طبقے پر بھی قانون کے طرد پر کوئی سیاسی جماعت ظلم کرنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ رستہ کھل جاتا ہے۔ جو پھر بھی بند نہیں ہو سکتا۔ جس اصول کی قربانی کے ذریعے ملامت کو سیاست پر کسی ایک جگہ غلبہ ہوتا ہے۔ وہ پھر وہاں نہیں ٹھہرا کرتا۔ وہ آگے اپنی جگہ بڑھانا شروع کرتا ہے اور یوں کہ ایک دفعہ رستہ کھلی جاتا ہے پھر اس رستے کو بند کرنا سیاستدانوں کے لئے آسان نہیں ہوتا۔

اس کی تفسیر میں جانے کا وقت نہیں ہے لیکن جماعت احمدیہ، پاکستان کی تاریخ سے بھی واقف ہے، ہندوستان کی تاریخ سے بھی واقف ہے یعنی جماعت کے جتنے بھی دانشور ہیں، تعلیمی طبقے سے ان کے لئے مشکل نہیں کہ وہ اس کی مثالیں تلاش کریں اور اپنی روزمرہ کی گفتگو میں، جن سے بھی گفتگو ہو، ان کو سمجھاتے وقت وہ مثالیں ان کے سامنے پیش کریں۔ اور ان کو بتائیں کہ کس طرح غلطی کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ جب ملامت کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے دی جائے تو پھر وہ وہاں نہیں رکا کرتی اور آگے بڑھتی ہے اور یہی وہ سلسلہ تھا جو ایک پختہ سے نقطے سے آغاز ہوا اور پھر آخر شرعی عدالتوں اور شرعی کورٹس اور پھر شریعت کے تابع تمام سیاست کا مجمع مٹنے پر منتج ہوا۔ اس کو آپ آٹھویں ترمیم کہتے ہیں، اس میں جماعت احمدیہ کے اوپر مظالم کی بھی ایک شق ہے لیکن دراصل یہ وہ شق ہے، جس سے

ساری سیاست کی بنیادی کا آغاز ہوا تھا

میں ۱۹۷۲ء کی ترمیم کی بات نہیں کر رہا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ شق رکھ دی گئی تھی کہ کوئی احمدی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس نہیں بن سکتا اور پاکستان کا صدر نہیں بن سکتا۔ الفاظ یہ تھے یا کچھ مختلف تھے لیکن مفہوم اس کا یہی تھا۔ چنانچہ میں نے اس زمانے میں ۱۹۷۳ء میں DOMESTIC کے سیاستدانوں میں سے بعض سے بات کی۔ ان کو میں نے کہا کہ آپ نے قانون میں یہ شق کیوں رکھی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے کوئی ملک کا صدر بننا ہے یا آپ کی نیت کوئی چیف جسٹس بننے کی ہے۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے کہا اچھے تو ہمیں پڑتا۔ کیونکہ کسی احمدی نے کبھی پاکستان کا صدر بننے کا یا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بننے کا خواب نہیں دیکھا لیکن آپ کو فرق پڑتا ہے اور قوم کو فرق پڑتا ہے اور پڑے گا۔ آپ نے یہ وہ سوراخ رکھ لیا ہے جس سوراخ سے نال داخل ہوگا اور دن بدن آپ کے لئے ایک مصیبت کا موجب بنتا چلا جائے گا۔ ہمیشہ کے لئے ایک سر دردی ہے جو آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ آپ کے لئے جان چھڑاتی مشکل ہو جائے گی۔ جب ایک دفعہ آپ نے اصول کا حوالہ کر لیا تو پھر آگے جا کر اور اصول قربان کرنے پڑیں گے۔ میں نے ان کو سمجھا یا کہ جماعت احمدیہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ خواہش رکھتا ہو لیکن آپ یہ بتائیں کہ اس کے باوجود اگر ساری ترمیم یہ ضمیمہ کرے کہ کوئی احمدی صدر ہونا چاہیے تو پھر آپ کا یہ قانون اس کو کیوں روکے گا۔ سیدھی اصولی بات یہ ہے کہ جمہوریت میں اکثریت کا فیصلہ جاری ہونا چاہیے اگر وہ ان دائروں میں ہے جن دائروں سے جمہوریت کا تعلق ہے۔ یہ بنیادی شرط ہے تو اگر پاکستان کے جمہور چاہتے ہوں کہ کوئی احمدی مسلمان، ملک کا صدر بن جائے تو کیوں اس کو روکا جائے گا۔ آپ کو کیا حق ہے جو اس وقت، اقلیت، ہو چکے ہوں گے اور اگر اکثریت یہ نہیں چاہتی تو خطرہ کیا ہے؟ اس قانون کے ہونے سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ اس لئے ایک ایسے فرضی خطرے کے خیال سے آپ نے اس شق کو رکھ لیا ہے بلکہ میں نے کہا کہ فرضی خطرہ بھی نہیں، مولوی کو خوش کرنے کی خاطر جانتے ہوئے کہ کوئی ایسا خطرہ نہیں ہے۔ آپ نے ایک شق اس قانون میں رکھ لی ہے۔ جو شق یہاں نہیں کھڑے گی اور لازماً بارت آگے بڑھے گی چنانچہ وہ سلسلہ تھا جو پھر اس کے بعد جاری ہوا اور وہ بات آگے بڑھ کر صرف جماعت احمدیہ کے لئے آگے نہیں بڑھی بلکہ ساری قوم کے لئے آگے بڑھی اور یہ جو شریعت اور شرعی عدالتیں اور یہ تفریق در تفریق کے سلسلے میں مہاجر پاکستانی اور یہ غیر مہاجر پاکستانی، یہ پنجابی پاکستانی اور یہ سندھی پاکستانی، یہ افغان پاکستانی جو مہاجرین کے آبا سے اور یہ پٹھان پاکستانی، جو پہلے سے یہاں بسنا ہے۔ یہ جتنے تفریق در تفریق کے سلسلے میں ہیں۔ یہ دراصل اسی وقت سے بنیادی طور پر قائم ہو چکے تھے

یعنی بیچ کے طور پر بونے جاتے تھے۔ اس سارے تجربے سے گذر کر گیارہ سالی کے ڈکھ اٹھا کر کئی قسم کے خطرناک اور صبر آزما مراحل سے نکلی کہ یہ لوگ جو آج حکومت پر قابض ہوئے، ان کی استطاعت دیکھیں کہ یہ ان سب باتوں کو بھولنے کی استطاعت تو رکھتے ہیں، ان سب باتوں کو فراموش کرنے کی طاقت تو رکھتے ہیں لیکن یہ طاقت نہیں رکھتے کہ اپنی ناک سے آگے دیکھ سکیں۔ نہ ماضی میں دیکھ سکتے ہیں، نہ مستقبل میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان باتوں میں نہیں دیکھ سکتے جن باتوں میں ان کا ذاتی مفاد نہ ہو، اور اگر ذاتی مفاد ناک کی حد پر جا کر ٹھہر جائے گا تو پھر آگے نہیں دیکھیں گے۔ اس لئے ضروری نہیں ہوا کہ تاکہ نظر کی ہر بیماری بعینہ انسان کی اقتصادی اور سیاسی بیماریوں سے سو فیصدی مشابہہ ہو۔ یہ بعینہ مشابہہ نہیں ہو کر تا۔ مثالیں دی جاتی ہیں بعض تھوڑی صادق آتی ہیں بعض زیادہ صادق آتی ہیں تو یہ جو نظر کی کمزوری ہے، اس کا دراصل خود غرضی سے تعلق ہے اور جہاں سیاست خود غرض ہو جائے وہاں اگر یہ بیماری بڑھ جائے تو اس کے نتیجے میں کوتاہ نظری پیدا ہوتی ہے جو ایک خاص مخصوص قسم کی کوتاہ نظری ہے۔ بعض پہلوؤں سے سیاست ان سینکڑوں سال کی بات دیکھ سکتے ہیں، ہزاروں سال کی تاریخ سے سبق لے سکتے ہیں، اس لئے بے وقوف نہیں ہیں، بیمار سے بیمار ہیں۔ ایک بنیادی طور پر اخلاقی کمزوری کو برداشت کر لیا گیا ہے۔ اور خود غرضی کے غلام بننے کے نتیجے میں جو اس کے ذہنی عوارض ہیں وہ ان کو لاحق ہو رہے ہیں۔ اس لئے ان کو تجربہ کر کے دکھانا چاہیے۔ سمجھانا چاہیے کہ یہ رستہ درست نہیں ہے، غلط ہے۔ تم جن رستوں سے گذر کے آئے ہو، وہاں یہ موڑ پیلے بھی آئے تھے۔ پہلے بھی تو تم نے غلط قدم اٹھا لئے تھے، پہلے بھی تڑان کے غلط نتیجے دیکھ چکے ہو۔ اگر تمہاری یادداشت چھوٹی ہے۔ اگر تمہاری نظر کوتاہ ہے تو تم تمہیں بتا رہے ہیں، ہم تمہیں دکھا رہے ہیں کہ ایسے واقعات پہلے گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی اگر تم وہ غلطیاں کرو گے جو پہلے کر چکے ہو تو ویسے ہی نتیجے دیکھو گے جو پہلے دیکھ چکے ہو اور اس قانون قدرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

یہ بات سے جو سمجھانے والی ہے اور اس کے لئے جماعت کو غنت کرنی چاہیے۔ اور ان کو یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں اور ہر ایک کی کمزوریوں سے باخبر ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی نیکیاں ٹھیک سے لکھی ہیں

اس لئے آج اگر تم میں اپنے مفاد کی خاطر قربان کر سکتے ہو تو جو ہو کر رہے ہو۔ یہیں یہ بھی احساس ہے لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بوجھ ہماری قربانی کا وقت بھی آئے گا۔ انا ہے۔ اس لئے ہم نہیں متنبہ کرتے ہیں۔ جس چھری کو تم ہماری گردن پر چلنے کی اجازت دو گے خدا کی قسم، وہ چھری ضرور تمہاری گردن پر پھلانگ جائے گی۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم تبدیل نہیں کر سکتے اور کبھی کسی نے تبدیل نہیں کیا۔ لیکن ہماری گردن کی حفاظت کی خدا نے ضمانت دی ہے۔ چھری چل تو سکتی ہے لیکن اسی گردن کو توں سے جدا نہیں کر سکتی۔ پہلے بھی ہزاروں مرتبہ یہ چھریاں پھلانگی گئی ہیں۔ اور آزمائش پہ آزمائش ہم پر گذر چکی ہے مگر تیرے تیرے چھری نے بھی جماعت کے سر کو جماعت کے تن سے جدا نہیں کیا۔ نہ پہلے کر سکتے تھے، نہ آج کر سکتے ہو، نہ کل کر سکو گے مگر جن چھریوں کو تم نے اجازت دی اور اگر تم نے اجازت دی تو وہ جب تمہارے اوپر پھلانگ جائیں گی۔ تو گھر سے دار کریں گی اور گھر سے زخم چھوڑیں گی اور ہو سکتا ہے کہ تمہارے وجود کی بقاء ہی خطرے میں ڈال دے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ ہم جانتے ہیں تم میں ابھی بہت اچھے اچھے لوگ ہیں۔ نیک لوگ ہیں۔ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ با اصول رہے تو سیاست میں ہر نہیں، انسانی شرافت کی تاریخ میں بھی ہمیشہ کی زندگی پا جائیے گے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ تم وہ نہیں ہو جو بار بار موندے دیتے جاتے ہو اور ایسے زیادہ آدمی ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اس تاریخی موقعے کو ضائع نہ کرو اور اپنے اور

قوم کے فائدے کو اپنے اور قوم کے نقصان میں تبدیل نہ کرو۔ جہاں تک ہماری ذات کا تعلق ہے، ہم یقین اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا میں نے پہلے نہیں سمجھی نہیں پھوڑا۔ آج بھی یہ نہیں سمجھوڑے گا۔ ہمارا توکل تم پر نہیں ہے، ہمارا تعلق کائنات کے مالک اور خالق خدا پر ہے۔ اور وہی ہے جس نے ہمیشہ ہمارے توکل کی عزت اور بھرم رکھا ہے۔ اور کبھی بھی ہماری توقعات، کو ٹھوکر نہیں لگائی۔ اس لئے میں پاکستان کے ان احمدیوں کو بھی مخاطب اور متنبہ کرتا ہوں جو چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے نتیجے میں لمبی پھیلائی لگانے لگتے ہیں۔ پہلے ہی میں نے آپ کو متنبہ کیا تھا، اس وقت یہ حالات ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اب میں آپ کو دوبارہ متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنی توقعات کو اور اپنی امیدوں کو دنیاوی تبدیلیوں سے وابستہ کر لیا تو پھر آپ کی کوئی ضمانت نہیں۔ اگر اندھیروں میں بھی آپ نے خدا کے نور سے دیکھنے کی عادت ڈالی اگر ہر قسم کے خطرات میں بھی آپ نے اپنے یقین کو آپ نے نہ آنے دی کہ وہ خدا جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا اور کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گا تو پھر دنیا کی کوئی مصیبت آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گی۔ حالات ضرور تبدیل ہوں گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ یہ حالات تبدیل کئے جائیں گے لیکن آپ کو تبدیل نہیں ہوندا اگر آپ تبدیل ہو گئے اور خدا کے تعلق کو توڑ دیا تو پھر آپ کے لئے کبھی حالات تبدیل نہیں کئے جائیں گے۔ اس لئے مؤحد بنو اور خدا پر اپنا توکل رکھو۔ با اصول رہو اور قوم کو اصول پر قائم رہنے کی تلقین کرو۔ ان کو سمجھاؤ۔ ان کو اپنی عقول کا نور عطا کرو۔ ان کو دکھاؤ کہ کون سی راہیں چلنے کی راہیں اور کونسی راہیں چھوڑنے کی راہیں ہیں۔ پھر دیکھو کہ خدا کا فضل تمہیں نہیں چھوڑے گا۔

آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اقتباس آپ کو پڑھ کر سنا تا ہوں۔ یہ وہ نام ہے جس سے آپ نے تعلق باندھنا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کا مستحق بھی بنا لے۔ آپ فرماتے ہیں: "صادق تو ابتداء کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا اور یہ عاجز اگر یہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگر یہ ایک ذریعہ ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچھ جاؤں اور ایک ذریعے سے ہی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ (دوبارہ) کسی سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ضائع کرے گا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سونو کہ میری روح ہلاک ہونے والی نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکافی کا قبضہ نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے گمراہی، بیچاری، میرے کسی کی پردہ نہیں رکھا۔ میں اسیلا تھا اور اسیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ (دوبارہ) کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا کیونکہ وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہلا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کا قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلاک چکے اور اس کا بول بالا ہو کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے فرخ نہیں۔ اگر ہم ایک ابتلا نہیں کر رہے ہیں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور کھول کے جنگلی میں مجھے طاقت دی گئی۔ (دوبارہ) (زبانی لکھی)

علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا

از محکم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشن ناظر و موعودہ تبلیغ قادیان

①

اسلام کے ایجاد اور ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۵۹ء کے اوائل میں ہوشیار پور میں جگہ کشی کی اور بارگاہ رب العزت میں دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان متضرعانہ دعاؤں کو سنا اور آپ کو ایک عظیم الشان بشارت دی۔ جس میں آپ کے ہاں ایک وجیبہ اور پاک لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری عطا فرمائی۔ جو اعلیٰ درجہ کی صفات اور استعدادوں کا حامل ہوگا۔ تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور آپ نے اس پیشگوئی کو ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار شائع فرمایا۔ اس پیشگوئی میں اُس فرزند موعود کی جن صفات، صلاحیتوں اور استعدادوں کا ذکر ہے۔ ایک صفت یہ بیان فرمائی گئی تھی کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔

اسی صفت کے بارے میں اس مقالہ میں مختصراً عرض کیا جانا مقصود ہے۔

②

اسی متذکرہ باطنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۳ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت صاحبزادہ نزل بشیر الدین محمود احمد صاحب پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے ان خداداد صلاحیتوں کو ظاہر کرنے والے تھے۔ گو دنیوی تعلیم کے اعتبار سے آپ کی تعلیم صرف میٹرک تک تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق خود آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے پر فرمایا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ایک علمی و دینی رسالہ بعنوان "تشیحذ الاذیان" جاری فرمایا جس میں آپ کے نظریات علمی و باطنی شائع ہونے شروع ہوئے جس کا ایک نیک گہرا اثر علمی طبقہ پر پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ اربع اول کے عہدہ

خلافت میں آپ کی اجازت سے حضرت المصلح الموعود نے جون ۱۹۱۳ء میں اخبار الفضل جاری فرمایا۔ اور اس اخبار میں بھی آپ کی زیر امداد، روحانی اور علمی مضامین شائع ہوتے رہے۔

③

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ اربع اول کی وفات کے بعد ۱۹۱۳ء میں آپ کو جماعت نے آپ کو بطور خلیفۃ اربعہ الثانی منتخب کیا۔ اور جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کی عمر صرف پچیس برس تھی۔ مگر آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جماعت کی شاندار قیادت فرمائی۔ اور ایسے تبلیغی و تربیتی پروگرام جاری فرمائے جن کے نتیجے میں اسلام کا فرائض عام میں پھیلنے لگا۔ اور اب پھیلتا جا رہا ہے۔ اس بارے میں حضرت بیان فرماتے ہیں :-

دخدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور حدیث قرآن کے اعزاز و عزت کو قائم کرے گا۔ اور اُس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔ (الموعودہ ص ۱۲۲)

④

اگرچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں مذکورہ صفات میں کا تعلق فرزند موعود سے تھا، آپ کی ذات میں پائی جاتی تھیں۔ مگر آپ نے اس بارے میں کوئی واضح ارشاد نہیں فرمایا تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر واضح طور پر منکشف کر دیا کہ آپ ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے موافق فرزند

اور مصلح موعود ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ :-

"اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے تعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اسی کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا۔ وہ جس ہی پورے اور میرے ذریعہ سے ہی وہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔"

(الموعودہ ص ۶۹-۷۰)

(ب) "میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی مصلح موعود کا پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے، جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔"

⑤ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں میں اُس مصلح موعود کی ایک صفت یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے عہد خلافت میں آپ کی شاندار قیادت کے نتیجہ

میں جماعت احمدیہ نے حیرت انگیز طور پر شاندار ترقی کی ہے۔ کیا بلحاظ طاقت مالی، کیا بلحاظ وسعت مکانی اور کیا بلحاظ تقویٰ و طہارت اور کیا بلحاظ تبلیغ و اشاعت۔ جس کے نتیجے میں دنیا میں پھر سے اشاعت اسلام کا کام شروع ہو گیا اور جس کے نتائج و شیریں ثمرات سب سے بڑے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آج ہم اپنے فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ احمدیت کا سورج دنیا کے ہر گوشے میں چمک رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی علوم سے پر فرمایا جس کا ثبوت درج ذیل ہے :-

(۱) آپ کی تفسیر منیر اور تفسیر کبیر (جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے) آپ کے تبصرے علیٰ کاشا ہمارے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقائق و معارف قرآنی کا گننا وسیع علم عطا فرمایا تھا۔

(۲) آپ کے خطبات جمعہ۔ خطبات عیدین اور خطبات نکاح وغیرہ آپ کی دینی بصیرت پر شاہد ناطق ہیں۔

۳) پھر جلسہ لائے قادیان کے موقعوں پر آپ کی کئی کئی گفتگوں کی رُوح پرور اور وجد آفرین تقاریر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوتی تھیں۔ آپ کے "علوم ظاہری و باطنی" سے پر ہونے پر گواہ ہیں۔

(۴) آپ نے شاہ افغانستان ابن اللہ خاں کو "دعوت الامیر"

میر عثمان علی خان صاحب کو تحفہ الملوک اور انگلستان کے شہزادہ ویلز کو جو دینی اور علمی تحفہ پیش کیا اور ان تک بصورت کتاب اسلام اور احمدیت کی آواز پہنچائی۔ جو آپ کی ایمانی تہذیب اور جرات مندی کا ثبوت ہیں مگر ان لوگوں نے اقدار کے نشہ میں سرشار ہونے کی وجہ سے اس آواز پر لبیک نہ کہا اور اتمام حجت کے نتیجہ میں یہ حضرات خدائی گرفت کا شکار ہوئے اور یہ کتابیں آپ کی روحانی بصیرت اور آپ کے علوم زندہ ثبوت ہیں۔

⑥

دنیا بھر کے علماء و ماسند اول اور اولیٰ کو آپ کی طرف سے ایک چھپیلے

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۰

میں نہ آئیں کہ روز جنگ میں پشیمان
آں علم کا ندر میان خاک و خون میں سرے لہ

پس اگر کوئی میرے قدم پر نہیں چلنا چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے
کیا معلوم کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگ اور بے خار بادید درپیش ہیں
جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک سیر ہیں وہ کیوں میرے
ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔

نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور
آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبرت دوستی کا دم مارتے ہیں
کیونکہ وہ عنقریب الگ کے جائیں گے اور ان کا بچھلا حال ان کے
پہلے حال سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا
تعالیٰ کے راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے
پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے
مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا
ہو جائیں۔ ان کو دواع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق
کے بعد اگر کسی وقت چھٹیں تو اس چھٹنے کی عینا اسی عزت
نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں، کیونکہ بدظنی اور غداروں
کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں بدظنی اور غداروں کے داغ سے ہمیشہ بچائے اور
اس امام کے ساتھ ہو سکتے رکھے۔ ہمارا ہر تعلق اس امام کے ساتھ
قائم رکھے اور اس امام کے عزم و حوصلے کا شانِ شان بنائے۔

سہ ترجمہ :- میں ہرگز وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے روز تم میری پیٹھ دیکھ سکو گے۔ ہاں
میں وہ صبر دار ہوں کہ جب طاقت سے معاملہ بڑھ جائے گا تو خاک و خون میں لٹھرا
ہوا میرا سر تو دیکھو گے مگر بھاگتے ہوئے کی میری پیٹھ کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔
(ترجمہ از حضور نور ایدہ اقدس علیہ السلام)

ادامہ پیم بقیہ صفحہ ۲

حقوق سے محروم ہو کر خلائی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک نہایت قلیل عرصے میں
آزادی کی فضا میں سانس لینے لگے۔ ان کے سیاسی اور معاشی حقوق تسلیم کئے گئے۔
جس پر مسلم پریس نے حضرت مصلح موعودؑ کے شاندار کارناموں کا اقرار کرتے اور آپ کو
خارج حسین ادا کرتے ہوئے بیان تک لکھا کہ :-

” جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلاف
عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا۔ انہوں نے کام کی کامیابی کو
زیر نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اس وقت اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے
مرزا صاحب کو صدر منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور امت موجود نہ ہوتی
تقصان بنتا۔“ (انجمن سیاست ۱۸ مئی ۱۹۳۳ء) ص ۱۰۰

اللہ تعالیٰ نے ”پیشگوئی مصلح موعود“ میں فرمایا تھا کہ :-
” اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان
سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند
تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کر دو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش
نہ کر سکو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ
جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔“
(اشہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

کی قلبیں ٹوٹ جائیں گی۔
ان کے دعاؤں پر پردے
پڑ جائیں گے۔ وہ کچھ نہیں
لاکھ سکیں گے۔ اگر ان میں
ہمت از جرات ہے تو
مقابلہ پرائیں۔“
(الفصل ۶، جولائی ۱۹۲۵ء)

اعتراف حقیقت
جماعت احمدیہ کے ایک شدید
معاذ مولانا ظفر علی خان مدیر اخبار
”زمیندار“ لاہور نے ایک جلسہ عام
میں تقریر کرتے ہوئے حضرت مصلح
موعودؑ کے قرآنی علم اور آپ کے
قائم کردہ تبلیغی نظام کی کھلے
لفظوں میں تعریف کی۔ چنانچہ احرار
کو طاعت کرتے ہوئے اپنی تقریر
میں انہوں نے کہا :-

” کوئی ان احرار سے پوچھے۔
بھلے مانسوا تم نے مسلمانوں
کا کیا سوارا ہے۔ کوئی
اسلامی خدمت تم نے انجام
دی ہے۔ کیا بھولے سے بھی
تم نے تبلیغ اسلام کی۔

احرار یوں کان کھول کر سن لو۔
تم اور تمہارے لگے بندھے
مرزا محمود کا مقابلہ قیامت
تک نہیں کر سکتے۔ مرزا
محمود کے پاس قرآن ہے
قرآن کا علم ہے۔ تمہارے
پاس کیا خاک ڈھرا ہے
تم میں سے ہے کوئی جو قرآن
کے سادہ حروف بھی پڑھ
سکے۔ تم نے کبھی خواب میں
بھی قرآن پڑھا؟

مرزا محمود کی مخالفت تمہارے
فرشتے بھی نہیں کر سکتے
مرزا محمود کے ساتھ ایسی
جماعت ہے جو تن۔ من
دھن اس کے ایک اشارہ
پر اس کے پاؤں میں پھار
کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے
پاس کیا ہے۔ گالیاں
اور بد زبانی۔ نف۔ ہے
تمہاری غداری پر۔
مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں
جو مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا
کے ہر ملک میں اس نے جھڈنا
گاڑ رکھا ہے۔“ (تقریر علیہ مسجد اربعین
۱۸ مئی ۱۹۳۳ء)

سچے، الفضلہ ما شہدہ تمہارا ایمان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو افسردہ ہونے سے قرآنی حقائق و معارف
بیان کرنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے
اس بارہ میں دنیا بھر کے علماء اور طلباء
کو ایک ایمان افروز علمی چیلنج دیا جو خود
اس امر کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے پُر فرمایا
تھا۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں :-
(۱) ” میں جیسے اللہ تعالیٰ نے
اس پیشگوئی کا مصداق قرار
دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا
ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں
قرآن کریم کے کسی نظام کی
تفسیر نکھیں۔ اور جتنے لوگوں
سے اور جتنی تفسیروں سے
پناہیں مدد لیں۔ مگر خدا کے فضل
سے پھر بھی مجھے فتح حاصل
ہوگی۔“

(الفصل ۲۳، اپریل ۱۹۲۲ء)
(۲) ” آج میں دعویٰ کے ساتھ
یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے
نہیں تیس بیس سال سے
میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ
دنیا کا کوئی ظالم سفر۔ دنیا کا
کوئی پروفیسر۔ دنیا کا کوئی
ایم۔ اے۔ خواہ وہ دلالت
کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو،
اور وہ کسی علم کا ماہر ہو۔ جو
میرے سامنے آکر قرآن کریم
اور اسلام پر اعتراض کرے
تو نہ صرف میں اس کے اعتراض
کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ
خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ
بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی
علم نہیں جس کے متعلق خدا
نے مجھ کو معلومات نہ بخشی
ہوں۔“

(الفصل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)
(۳) ” اگر حقائق و معارف سے
وہ تہمتی معارف نرادر ہیں جن
سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے اور
جن میں انسان کے اخلاق اور
اعمال کی درستی اور اس کے
تعلق با اللہ کے اسٹی۔ سے اعلیٰ
ذرائع بتائے گئے ہیں تو ان
کے لکھنے میں ان مولویوں کو
میں اپنے عقائد پر بنانا ہوں
اگر وہ آئیں تو دیکھیں گے
کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک
اردنی غلام کے مقابلہ میں
ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان

دعاؤں سے دعا ہے

اور وہ زمین کے کناروں کی شہرت پائے گا

از مکرم مولوی محمد عمر عسلی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ کی یہ حدت مستحضر ثابت ہے کہ جب دنیا ظلمت و جہالت اور باطل پرستی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب جاتی ہے تو ایسے پیر آشوب زمانہ میں اپنی مخلوق کے لئے روشنی اور ہدایت کا حیزت انگیز طور پر سامان پیدا کرتا ہے اور اپنی پیر شوکت نشان نمائی سے ایسا ایمان افسر و نظارہ دکھاتا ہے کہ اہل بصیرت کی ارواح صادقہ آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔

انہی فقیر المثال نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نامور اور سر عمل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئی مصلح موعود کے رنگ میں عطا فرمایا ہے جس کا ایک درخشندہ اور روشن پہلو یہ ہے کہ ”اور وہ (زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“ اس پیشگوئی کی عظمت اور کبھی بڑھ جاتی ہے جب کہ ہم اس زاویہ نگاہ سے غور کریں کہ انسان کی لباظ ہی کیا ہے کہ وہ آئندہ ایسے بیٹے کی پیشگوئی کرے جو ایک سعبین عرصہ میں پیدا ہو گا۔ اور پھر وہ زندہ رہے گا۔ اور اپنی خوبیوں اور کمال کی وجہ سے ”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کی صداقت کے لئے قسروں اڈوں سے ہی صحیف مقدسہ میں پیشگوئی کی صورت میں پٹی آرہی ہے۔ کیونکہ یہ ایسا امتیازی اور عظیم الشان نشان ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہونا تھا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الخیر لیظہرہ علی الدین کلہ (سورۃ الصف: ۱۰)

یعنی وہی خدا پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ تمام ادیان پر اسلام کو غالب کر دے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ہے یعنی ان کے ذریعہ دو بارہ اسلام کو عالمگیر غلبہ نصیب ہو گا۔

چنانچہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ

هذا عند خروج المہدی اسلام کا عالمگیر غلبہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ خوشخبری دی تھی کہ

يَتَزَوَّجُ وَيَوْلَدُ لَهُ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور ان کے ایک خاص بیٹا دیا جائے گا۔ تمام دنیا میں لوگ شادی کرتے ہیں اور اولاد بھی ہوتی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی اہم بات فرمائی۔ ظاہر ہے کہ اس میں عموماً سے بلند تر ایک خاص شادی اور خاص بیٹے کی اشارت دی گئی ہے جس کا تعلق غلبہ اسلام سے ہو گا۔ چنانچہ یہودیوں کی مشہور حدیثوں کی کتاب طالمود میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد اس کی بادشاہت کا وارث اس کا بیٹا اور اس کا پوتا ہو گا۔ (طالمود باب پنجم ص ۱۲)

پس جس عظیم بیٹے کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پائی اور فرمائی تھی کہ وہ زمین کے

کناروں تک شہرت پائے گا۔ نہایت شان و شوکت کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ وہ جلیل القدر فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو کر زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

باوجود اس کے کہ آپ کو دنیاوی طور پر علوم کی ظاہری ڈگریاں حاصل نہ تھیں مگر آپ کا دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے آپ کو علوم قرآن سکوائے ہیں اور اب رو سے زمین پر کوئی فرد بشر نہیں جو اسلام پر کوئی ایسا اعتراض کرے جس کا جواب آپ قرآن کریم سے نہ دے سکتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے پیر کیا تھا۔ اور تفسیر صحیحہ آپ کے علم قرآن کی منہ بولتی تصویر ہے جو غلبہ اسلام کی باعث بن رہی ہے۔ اور شہرت عالم کی ضامن ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اسلام کا اقتصادی نظام، نظام نو وغیرہ معرکۃ الاراء کتب تحریر کر کے تمام اکناف عالم میں غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے اور اس قدر علمی لٹریچر آپ کا شائع ہوا ہے کہ شاید وہ باہد چنانچہ اسلام کی سر بلندی اور برتری کو کھلا پیلنج نہ صرف برصغیر ہندوستان کے کرنے کوئے ہیں گونج اٹھا۔ بلکہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہم نے اللہ کے ذریعہ یہ خداوی آواز دنیا کے تمام ممالک میں پیر شوکت خیر کی طرح پھیل گئی اور بارہویں شدید مخالفتوں اور آندھیوں اور طوفانوں کے خدائی پیشگوئی

پوری ہوئی نہ تو نینگوں سمندروں کا تلاطم اس ربانی آواز کو روک سکا اور نہ ہی فلک بوس پہاڑوں کی چوٹیاں اس کے درمیان حائل ہو سکیں۔ کیونکہ یہ خدائی آواز میرٹھی جو بالآخر پوری ہو کر یہی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور ساری دنیا اس کی روح القدس کی برکت سے توحید کا گوارا بن جائے گی۔ اور یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو پیشگوئی کی روح رواں ہے۔

اس مختصر مضمون میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہم کے اوصاف کریمانہ جو دنیا کے کناروں تک شہرت پانے سے متعلق ہیں۔ ان کی سنہری سرخیاں بھی تلمیح نہیں کی۔ جاسکتیں۔ کیونکہ وہ بہت وسیع اور جاہگیر اور دنیا کو درط حیرت میں ڈالنے والی ہیں جس کو دیکھ کر بدترین خالق بھی آپ کی عالمی شہرت کا اقرار کئے بغیر رہ نہ سکے چنانچہ ایک شدید معاند احمدیت مولوی ظفر علی خان مدیر اخبار ”زمیندار لاہور“ نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں اور احرار یوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ

وہ کوئی ان احرار سے بڑھتے بھنے مانسواتم نے مسلمانوں کا کیا ستوارا ہے۔ کون سی اسلامی خدمت تم نے سر انجام دی ہے۔ کیا کھولنے سے تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احرار یو! کان ہوں کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے جند سے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک و حرا ہے۔ تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تم من دھن اس کے اشارہ پر

حضرت مصلح موعود کے بعض واضح مناقب

از محکم اسٹیڈ قیام الدین صاحب برقی مبلغ سلا احمدی پٹی بنی مانٹرز

اللہ تعالیٰ نے اس سے ایک بھگ ایک سو تین سال پہلے خدا اپنے ایک بندے حضرت امام جہدی علیہ السلام کی چلہ کشی کے جواب میں اپنی رحمت و قدرت کے نشان کے طور پر جو بشارتیں دیں اُس سے اسلام کے ایک فرزند جنیل کا پیدا ہونا تھا جو بعد میں دُنیا میں "مصلح موعود" کے نام سے معروف ہوا۔ مگر مصلح موعود کے منصبِ عالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کئی اور مناصب و مناقب آپ کو عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جانا مقصود ہے۔

(۱) حضرت کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ مصلح موعود فرمایا "بیتزل علیہ السلام بیت صومیر ارض الارض یتزوج و یولد لہ" (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے۔ اور اُن کو اولاد دی جائے گی۔ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آچکی ہے۔

(تحقیقہ الوحی ص ۳۱۲)

چنانچہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جو حضرت امام جہدی علیہ السلام کی معرفت دی گئی اُس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ اسی اخبار میں اشتہار مہر فروری ص ۱۸۱۹ء وغیرہ کے الفاظ شائع ہو چکے ہیں۔ پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ "مصلح موعود"

(۲) امیر المومنین۔ مصلح موعود

خلافتِ علی منہاج النبوت کے دور ثانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی وفات (۱۱۰۰ھ) کے بعد منصبِ خلافت راشدہ پر فائز ہونے والا وجود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ جس کا پہلا کام تلاوتِ آیاتِ دوسرا کام کتاب سکھانا۔ تیسرا کام حکمت سکھانا اور چوتھا کام تزکیہ کرنا ہے (منصبِ خلافت ص ۱۱) اس طرح وہ خلیفہ راشد ہونے کے ناظرے لازمی طور پر امیر المومنین بن گیا۔ خلیفہ راشد ہوتے ہوئے بھی ایک امتیازی مقامِ خلافت آپ کو حاصل تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

دو پس جہاں تک خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے۔ اور جہاں تک اس خلافت کا اُن خلفاء کے ساتھ تعلق ہے جو فوت ہو چکے ہیں۔ ان دونوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ اُن کے ساتھ تعلق تو خلافت کی بخت کا علی تعلق ہے اور میرے ساتھ نشاناتِ خلافت کا معجزاتی تعلق ہے۔ پس میرے لئے اس بخت کی کوئی حقیقت نہیں کہ کوئی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور اس کے زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنا یا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ (خلافت راشدہ ص ۲۶۶)

(۳) موعود خلیفہ۔ مصلح موعود

جیسا کہ ادھر ذکر کیا گیا کہ آپ منصبِ خلافت پر فائز تھے۔ اس لئے آپ بے شک خلیفہ تو تھے مگر ایک امتیازی شان کے ساتھ خلیفہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر یہ وہی خلافت نہیں یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعت کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں موعود نہیں بلکہ میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روزِ روز نہیں آتے اس طرح یہ سچی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روزِ روز نہیں آتے۔"

(رپورٹ مجلس شاد و ست ۱۹۳۶ء ص ۱۰)

(۴) بہ خدا تعالیٰ کا خیر کے

مطابق۔ مصلح موعود

جہاں تک اس منصبِ عالی مصلح موعود کے متعلق دعویٰ کا سوال ہے اس کے متعلق خود حضور نے فرمائی کہ۔

وہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی غیر موعود کے متعلق بتو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ پس غیر موعود کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئی میں ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۸۶ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۴ ص ۴۹) اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اذن نہیں ملا آپ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضور نے واضح الفاظ میں مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ اور اعلان فرما دیا۔ آج میں اس حوالہ (یعنی ۱۲ مارچ ۱۹۸۶ء بمقام لاہور آئیل) میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتوں کا کام ہے اللہ جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور عکس ٹیلی روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی۔

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۸۸ء ص ۱۰)

(۵) غیر موعود۔ مصلح موعود

چونکہ مصلح موعود کی عظمتِ شان واضح ہو چکی ہے۔ اس لئے ممکنہ غلط فہمی کے ازالہ کے لئے مصلح موعود کے منصبِ عالی کے اسی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے واضح کرنا ضروری ہے کہ آپ کا واضح منصب کیا ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؑ نے کبھی بھی
 نامور میں اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں
 کیا اور نہ جماعت احمدیہ آپ کو
 نامور میں اللہ مانتی ہے۔ اور آپ
 نے اپنے غیر امر ہونے کا بار بار
 اسلام فرمایا ہے۔ دعویٰ مصلح
 موعودؑ (۱۹۶۱ء) سے پہلے بھی اور
 بعد بھی چنانچہ فرماتے ہیں :-
 رالف ٹوٹی دوسرا شخص کون ہے
 نامور کہ کشف یا الی کو ماننے
 کا مکلف نہیں لیکن ہر حال میں
 اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو
 کھول دیا ہے۔
 (الفضل کیم فروری ۱۹۶۱ء)

ذبح قادیان میں ایک دوست
 نے صحیح رہنے سوال کیا کہ :-
 جس شخص کو حضورؑ کے مصلح موعود
 ہونے کا علم دیدیا جائے اور اس
 پر حجت تمام کر دی جائے پھر بھی
 وہ حضور کا انکار کرے تو ہم انت
 کیا کہیں گے؟
 حضورؑ نے فرمایا :-
 وہ تم کچھ بھی نہیں کہیں گے۔
 جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے
 ہدایت دیدے گا۔ دعوت
 پر اصرار کر کے منوانا غیر موعود
 کا کام نہیں ہوتا۔
 (الفضل مارچ جون ۱۹۶۱ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے تیسرے ابراہیم حضرت
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تھے چوتھے ابراہیم
 حضرت خلیفہ اول تھے
 اور پانچویں ابراہیم تھے۔
 (خطبات محمد جلد دوم ص ۲۹۷)

(۱۸)۔ برورہ من مصلح موعود
 حضورؑ فرماتے ہیں کہ :-
 وہ اللہ تعالیٰ کا احسان
 ہے کہ اس نے مجھے یہ
 خوشخبری دی ہے کہ اللہ
 تعالیٰ میرے کاموں کو
 پورا کرے گا اور میرا
 انجام نہایت خوش کن ہوگا
 یا اللہ! میں اللہ تعالیٰ
 نے مجھے الہام فرمایا :-
 موت حسن موت
 حسن فی وقت حسن
 کہ حسن کی موت بہترین
 موت ہوگی اور ایسے
 وقت میں ہوگی جو بہتر
 ہوگا اس الہام میں
 مجھے حسن رضی اللہ عنہ
 کا برورہ کہا گیا ہے اور
 بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 میری ذات کے ساتھ
 اعلیٰ رکھنے والی پیشگوئیوں
 کو پورا کرے گا۔ اور
 میرا انجام بہترین انجام
 ہوگا اور جماعت میں کسی
 قسم کی خرابی پیدا نہ
 ہوگی۔ ناظر مدد علی ذالک۔
 (تفسیر کبیر ج ۱۸۹ تفسیر سورۃ العلق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے تیسرے ابراہیم حضرت
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تھے چوتھے ابراہیم
 حضرت خلیفہ اول تھے
 اور پانچویں ابراہیم تھے۔
 (خطبات محمد جلد دوم ص ۲۹۷)

(۱۸)۔ برورہ من مصلح موعود
 حضورؑ فرماتے ہیں کہ :-
 وہ اللہ تعالیٰ کا احسان
 ہے کہ اس نے مجھے یہ
 خوشخبری دی ہے کہ اللہ
 تعالیٰ میرے کاموں کو
 پورا کرے گا اور میرا
 انجام نہایت خوش کن ہوگا
 یا اللہ! میں اللہ تعالیٰ
 نے مجھے الہام فرمایا :-
 موت حسن موت
 حسن فی وقت حسن
 کہ حسن کی موت بہترین
 موت ہوگی اور ایسے
 وقت میں ہوگی جو بہتر
 ہوگا اس الہام میں
 مجھے حسن رضی اللہ عنہ
 کا برورہ کہا گیا ہے اور
 بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 میری ذات کے ساتھ
 اعلیٰ رکھنے والی پیشگوئیوں
 کو پورا کرے گا۔ اور
 میرا انجام بہترین انجام
 ہوگا اور جماعت میں کسی
 قسم کی خرابی پیدا نہ
 ہوگی۔ ناظر مدد علی ذالک۔
 (تفسیر کبیر ج ۱۸۹ تفسیر سورۃ العلق)

(۱۹)۔ اُمت مسلمہ کے لئے
 علمی استفادہ کا منبع
 مصلح موعود
 علوم ظاہری و باطنی سے پُر
 ہونا چونکہ مصلح موعودؑ کے
 لئے مسقدر تھا۔ چنانچہ حضورؑ
 فرماتے ہیں :-
 وہ میں وہ تمہا جسے کل کا
 بچہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ
 تھا جسے احسق اور نادان
 قرار دیا جاتا تھا۔ مگر
 عبورہ غلط کو سدھانے
 کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پر قرآنی علوم اتنی کثرت

حضورؑ فرماتے ہیں کہ :-
 وہ میں کبھی ہی تھا۔ بہت اللہ
 میں دیکھا کہ رہا تھا کہ مجھے
 رویا میں بتایا گیا کہ پانچ
 ابراہیم گذرے ہیں ایک
 ابراہیم تو وہ تھے جن کا
 تواریخ میں ذکر آتا ہے
 دوسرے ابراہیم محمد

کے ساتھ کھیلے کہ اب
 قیامت تک اُمت مسلمہ
 اس بات پر مجبور ہے کہ
 میری کتابوں کو پڑھئے اور
 ان سے فائدہ اٹھائے
 وہ کونسا اسلامی مسئلہ
 ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے
 ذریعہ اپنی تمام تفاسیل
 کے ساتھ نہیں بکھولا۔
 مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر و
 اسلام، مسئلہ خلافت،
 مسئلہ تقدیر قرآنی ضروری
 امور کا انکشاف۔ اسلامی
 سیاست اور اسلامی
 معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو
 سوال سے کوئی وسیع مضمون
 موجود نہیں تھا مجھے خدا
 نے اس خدمت دین
 کی توفیق دی اور
 اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ
 سے ہی ان مضامین کے
 متعلق قرآن کریم کے
 معارف کھولے جن کو آج
 دوست دشمن سب نفع
 کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ
 گالیاں دے۔ مجھے لاکھ برا
 بھلا کہے جو شخص اسلام
 کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے
 لگے گا اسے میرا خوشہ
 چین ہونا پڑے گا اور وہ
 میرے احسان سے کبھی باہر
 نہیں جاسکے گا۔
 (خلافت راشدہ ص ۲۵۵-۲۵۶)

(۱۰)۔ تاریخ کا اٹھواں نقشہ مصلح موعود
 حضورؑ فرماتے ہیں :-
 وہ میں اسی خدا کے فضلوں
 پر مجبور رہتے ہوئے
 کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا
 میں ہمیشہ قائم رہے گا
 اور کہ میں مرجاؤں گا مگر
 میرا نام کبھی نہیں مٹے
 گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے
 جو آسمان پر توحید کا
 کہ وہ میرے نام اور
 میرے کام کو دنیا میں
 قائم رکھے گا اور ہر شخص
 جو میرے مقابلہ میں
 کھڑا ہوگا وہ خدا کے
 فضل سے ناکام ہے

اللہ تعالیٰ نے مجھے
 بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکر
 ہر روز تو مجھ جیسے انسان نہیں لاتی
 یہ گردش روزانہ میرے گردش دورانہ

کا..... خدا نے
 مجھے اس مقام پر کھڑا کیا
 ہے کہ خواہ مخالف مجھے
 کتنی بھی گالیاں دیں مجھے
 کتنا بھی برا سمجھیں ہر حال
 دنیا کی کسی بڑی سے بڑی
 طاقت کے بھی اختیار میں
 نہیں کہ وہ میرا نام اسلام
 کی تاریخ کے صفحات
 سے مٹا سکے۔ آج نہیں
 آج سے چالیس پچاس
 بلکہ سو سال کے بعد تاریخ
 اس بات کا فیصلہ کرے
 گی کہ میں نے جو کچھ کہا
 تھا وہ صحیح کہا تھا یا غلط۔
 میں بے شک اس وقت
 موجود نہیں ہوں گا۔ مگر
 جب اسلام اور احمدیت
 کی اشاعت کی تاریخ لکھی
 جائے گی تو مسلمان مورخ
 اس بات پر مجبور ہوگا کہ
 وہ اس تاریخ میں میرا
 بھی ذکر کرے۔ اگر وہ
 میرے نام کو اس تاریخ
 میں سے کاٹ ڈالے
 گا تو احمدیت کی تاریخ
 کا ایک بڑا حصہ کٹ
 جائے گا ایک بہت بڑا
 خلاء واقع ہو جائے گا۔
 جس کو پُر کرنے والا
 کوئی نہیں ملے گا۔

۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء
 خطاب بر موقود جلالتہ سالانہ

حقیقت یہ ہے کہ آپ
 کے کارناموں کے لحاظ سے ہی
 آپ کے مناقب واضح ہوتے
 ہیں۔ اور بجا طور پر ان جملہ
 صفات و مناقب کے حامل
 قرار پاتے ہیں۔ جن کا ذکر علیحدہ
 علیحدہ اور بجا طور پر خدا اور
 رسول کے کلام میں پایا جاتا
 ہے۔ جو مصلح موعود کی پیشگوئی
 کی بابت ہے۔

زندہ باد مصلح موعود۔
 زندہ باد

بیرون ہند میں مقیم ہندوستانی خدام کیلئے ضروری امور

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ دہلیہ کے اوشاد کی تعمیل میں بیرون ہند میں مقیم ہندوستانی خدام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکز احمدیت قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی نئی تعمیر شدہ عمارت ایوان خدمت کی بقیہ تعمیر اور عدرا بنجی احمدی قادیان سے حاصل شدہ ترس کی ادائیگی کے لئے بذریعہ چندہ اور خصوصی امانت تعاون دیں۔ جو خدام سماجی اس سلسلہ میں ایک ہزار روپے دیں گے ان کا نام بیرون ہند نگر ممبر کی پلیٹ پر کندہ کروایا جائیگا۔ اس سلسلہ میں سجوائی جانے والی رقوم دفتر محاسب قادیان میں تعمیر ایوان خدمت میں ادا فرمائیں اور دفتر خدام الاحمدیہ کو بھی اطلاع دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

العالمی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے صد سالہ جشن شکر کے موقع پر مجلس خدام کے خدام کو ایک سٹوڈنٹ اور مقالہ انشان "جماعت کی سوسائٹری اور انضام الہیہ کا نزل" تحریر کرنے کے لئے سرکلہ بھجوا دیا تھا۔ جن کی میعاد ۳۱ جولائی ۱۹۸۹ء تک کی گئی ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مذکورہ تاریخ تک مقالہ لکھا کر دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں۔ مزید معلومات کیلئے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خط و کتابت فرمائیں۔

صدر جوبلی کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پروگرام دورہ ارفیق احمدی الہیہ منجراخبار دہلی

صوبہ بھارتیہ۔ اٹلیسما۔ کلکتہ

احباب جماعت کو آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق اخبار بدست سے متعلق چندہ جات اور امانت کی وصولی کے سلسلہ میں صرف دورہ کر رہے ہیں۔ اخبار بدست مرکز احمدیت کا دادہ ترجمان ہے جو اس وقت شدید مالی بحران سے دوچار ہے لہذا تمام خدید داران و مخیر احباب جات اور مبلغین و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ مکرم منجرا صاحب موصوف سے کما حقہ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ مخیر احباب زیادہ سے زیادہ امانت بدر اور تبلیغی پرچے جاری کر کے بھی تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

صدر نگران بورڈ بدست قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	رواگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	رواگی
قادیان	-	-	۱۷/۸۹	صدرک	۵/۸۹	۲	۷/۸۹
بریلی	۱۸/۸۹	۱	۱۹	کلکتہ	۲	۳	۴
شاہجہانپور کٹیہا	۱۹	۲	۲۱	سوناگڑھ	۹	۳	۱۱
کھنڈو	۲۱	۱	۲۲	کیرنگ	۱۱	۳	۱۵
کاپنپور	۲۲	۲	۲۲	جوبیشور	۱۵	۲	۱۷
کلکتہ	۲۲	۳	۲۲	دہلی	۱۸	۲	۲۰
سورو	۲۳/۸۹	۱	۲۳	قادیان	۲۱/۸۹	-	-

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے جوبلی پروگرام کی معینی تاریخیں

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مجلس بھارت کے جوبلی پروگرام کی منتقلی سرکار رسالہ کیا گیا تھا اب ان پروگراموں کی معین تاریخیں میٹنگ کی گئی ہیں اس کے مطابق پروگراموں پر عمل درآمد کرنے کے لئے دفتر مرکزیہ کو رپورٹ کریں۔
نوٹ: - یاد رہے کہ تعمیر انعام خصوصی برائے جوبلی پروگرام جو لاگت عمل ۸۸-۸۹ کے حساب سے اس کے مطابق صحیح رنگ میں جوبلی پروگراموں پر عمل کرنے والی مجلس کے لئے ۱۰۰ نمبر رکھے گئے ہیں۔

- (۱) - روزہ ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء
- (۲) - نماز تہجد - دوماہیتی مقبرہ - قربانی جانور - واسطہ احمدیت - چراغ ۲۳ مارچ
- (۳) - ۲۲ مارچ تا ۳۱ مارچ خدام و اطفال کے علمی دینی ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے جائیں۔ اس دوران حضور انور کا خصوصی پیغام بھی سنایا جائے
- (۴) - قادیان کے خدام اپریل ۸۹ء میں ہوشیار پور جانے کا پروگرام بنائیں
- (۵) - عطیہ خون کا پروگرام ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء
- (۶) - قادیان میں ۱۰ ستمبر ۸۹ء میں کرکٹ ٹورنامنٹ کا پروگرام ہے۔ سہارن کی مجلس بھی حسب توقع کھیلوں کے پروگرام منعقد کریں اور اگر ممکن ہو سکے تو مرکز سا پروگرام میں بھی شامل ہونے کا کوشش کریں۔
- (۷) - عالمی مقالہ لفظان "جماعت کی سوسائٹری اور انضام الہیہ کا نزل"

- (۸) - ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء تک دفتر مرکزیہ میں موصول ہو جانا چاہیے جس میں علی الترتیب ۵۰/۱ اور ۳۰/۱ کے انعامات رکھے گئے ہیں۔ یہ انعامات جوبلی سال کے اجتماع کے موقع پر دئے جائیں گے۔
- (۹) - حضور انور کی اجازت سے اکتوبر ۱۹۸۹ء میں جوبلی سال کا سالانہ اجتماع منعقد کیا جائے گا۔
- (۱۰) - داوا بہیت لہ بیانہ کی زیارت جماعتی طور پر منعقد کی جانے والی دعویانہ استقبالی تقریب کے موقع پر ہوگی یعنی ۲۳ اپریل ۱۹۸۹ء کو
- (۱۱) - ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں سالانہ اجتماع کے بعد زیارت قبر مسیح کے لئے سفر کیا جائے گا پروگرام بنایا گیا ہے۔
- (۱۲) - جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء کے موقع پر شکوہ کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا جائے گا۔

- (۱۳) - ہر سہ ماہی میں ایک بار بچوں کے علمی - ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے جائیں۔
- (۱۴) - صد سالہ جشن شکر کے سال درج ذیل عنادین کے تحت سلسلہ دار تقاریر کا پروگرام بنایا جائے۔ مزید عنادین جو بچوں کے لئے مفید ہوں تجویز کئے جاسکتے ہیں۔
- (۱۵) - احمدیت کی تعلیم
- (۱۶) - خلافت حقہ نظام احمدیت کا محور۔
- (۱۷) - احمدیت کی قدر منزلت۔
- (۱۸) - زندگی میں دین اور اخلاق کی اہمیت۔
- (۱۹) - احمدیت کا روشن مستقبل اور مقاصد کی وضاحت۔
- (۲۰) - احمدیت کی شاندار تعلیمات اور اقدار کو اپنے اوپر لاگو کرنا۔
- (۲۱) - مستقبل میں احمدیت کی خاطر جو عظیم ذمہ داریاں ہم پر پڑنے والی ہیں اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا۔

اللہ تعالیٰ تمام خدام و اطفال کو صد سالہ جشن شکر کے تمام جماعتی اور مجلسی پروگراموں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عالمگیر جنبہ اسلام کی وہ گھڑی قریب سے قریب تر آجائے جس کے ہم سب منتظر ہیں۔
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب ماڈرن شوہنی ۳۱/۵/۶ لاہور چیت پور روڈ کلکتہ

MODERN SHOE CO
 31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
CALCUTTA
 PH. 275475
 RESI. 273903 700073

AUTHORISED JEP JOGERS PARTS
 AUTHORISED DEALERS
 PERKINS P3 P4 P5 PE/SEK

AUTHORISED DISTRIBUTORS
 AMBASSADOR - TRUCKER
 BEDFORD - CONTESSA

Autotraders
 18, MANGELANE
 CALCUTTA 700001

ہر قسم کی گاڑیوں کے پٹرول و ڈیزل کارٹرٹ
 لیس جیب اور اوزون کے اعلیٰ پٹرول جات کیلئے ہماری
 مشینیں حاصل کریں۔
 آڑکاپٹہ - "Autotraders" ٹی فون نمبر -
 285222
 28-1652

الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ
 ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے!
 (ابام حضرت سید محمد عمو علیہ السلام)

THE JANTA PHONE - 279205
 CARD BOARD BOX MFG - CO
 MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
 CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
 15, PRINCE STREET, CALCUTTA 700012

اطیع ابائک
 اپنے باپ کی عطا کرتے

محتاج کا۔۔۔ کے ازار اکیں جماعت احمدیہ بمبئی
 ہمارا مشنر

قائم ہو پھر سے علم جو جہان میں بہ ضائع نہ ہو تہااری یہ نخت خدا کرتے

راچوری الیکٹریکلز (الیکٹریکل کنٹریکٹرز)

RAICHURI ELECTRICALS (ELECTRIC CONTRACTORS)
 TARUN BHARAT CO. OP HOUSE SOCIETY
 PLOT NO 6 GROUND FLOOR OLD CHAKLA
 OPP CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
 PH { office - 6348179
 Resi - 6249389 **BOMBAY 400099.**

اَرْتَسِدُوا اَعْمَالَكُمْ
 اپنے جہان کو ہدایت کرو
 (پیشانی)

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS
 DEALERS IN - TIMBER TEAK POLES SIZES
 FIRE WOODS - MANUFACTURERS OF WOODEN
 FURNITURE ELECTRICAL ACCESSORIES
 etc
 PO - VANIYAMBALAM (KERALA)

خالص اور معیاری زیورات کام کرتے

اکرم جہولرز

پروپر ایئر۔۔۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
 پتہ۔۔۔

خوشنید کا تھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی ۲۹۹۸۴۳

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
 جب آتی ہے تو پھر عالم کو اس عالم دکھاتا ہے

AUTOWINGS
 15, SANTHOM HIGHROAD
 MADRAS 600004.
 PHONE { 76360
 74350

يَنْصُرِكَ رَبَّكَ نُورًا يُؤْتِيهِم مِّنَ السَّمَاءِ { تیری مدد وہ لوگ کریں گے }
 { جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }
 (اہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش { کرشن احمد، گوتم احمد ایڈیٹرز بسناکسٹ جیون ڈولینرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (آڈیسٹا)
 پروپرائیٹرز۔ شیخ محمد پونس احمدی۔ فون نمبر۔ 294

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(اہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
 CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس گڈلک الیکٹرانکس
 کوٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایمپائر ریڈیو۔ فے وی۔ آوشا پنکھوئے سلاک مشین کے لیے لٹریچر

ہر ایک کی جبر تقویٰ سے! (کئی نئی)

پیشکش ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.
 CANNANORE - 670001, Phone No. 4498.
 HEAD OFFICE - P.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA).
 PHONE NO. 12.

پندرہویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی سے! (پیشکش) (حضرت خلیفہ مسیح اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ)

Traders, WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPKALS.
 SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.
 PHONE NO. 522860.

قرآن شریف پُرل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ (مفحات جلد ہفتم ص ۳۱)

الائیڈ گلوبل پروڈکٹس
 بہترین قسم کا گلوبل تیار کرنے والے

(پتہ) نمبر ۲۲/۲۲/۲۲ عقب کچی گورہ پلوئے سٹیشن حیدرآباد ۲ (انڈیا پرنٹرز)
 (فون نمبر۔ ۲۲۹۱۲)

”وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کراہت ہو۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

MIR®
 CALCUTTA-15.

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب رہنمائی ہوئی چٹل نیر زبر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

The Weekly Badr QADIAN 143516

16th FEBRUARY 1984

MUSLEH-E-MAUOOD NUMBER

PRICE Rs. 2-00

BANI[®]

موتور گاڑیوں کے پرزہ جات



1956-1981



ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)

CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2185 CABLE: **AUTOMOTIVE**

دعاؤں کے محتاج : مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی، محسود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و منفور